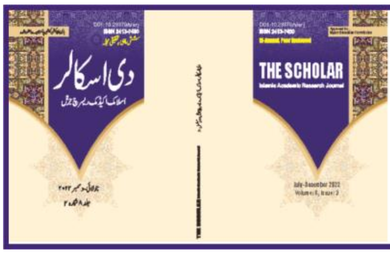

THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

ضلع خیرپور میرس میں فوتگی کی رسومات کاقرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی وتنقیدی جائزہ

RESEARCH AND CRITICAL REVIEW OF DEATH RITUALS IN DISTRICT KHAIRPUR MIR'S IN THE LIGHT OF QURAN AND SUNNAH

1- Muhammad Rafique Phulpoto
Email: muhammadrafiqueph87@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0000-1918-8849
Lecturer of Islamic Studies at Government Boys Degree College Pir Jo Goth, Sindh, Pakistan.

2- Zain-ul Abdin Arijo
Email: zain.arijo@salu.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0896-2821
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur, Pakistan.

To cite this article:
Phulpoto, Muhammad Rafique, and Zain-ul- Abdin Arijo. "RESEARCH AND CRITICAL REVIEW OF DEATH RITUALS IN DISTRICT KHAIRPUR MIR'S IN THE LIGHT OF QURAN AND SUNNAH." The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, No. 2 (December 21, 2023).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 9, No. 2 ||July –December 2023 || P. 84- 124
DOI:	10.29370/siarj/issue17urduar5
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	https://siarj.com
Published online:	2023-12-21
Journal is Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library | University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR | Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library | Advanced Sciences Index

BY NC SA

Open Access

ضلع خیر پور میر س میں فوتگی کی رسومات کا قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی وتنقیدی جائزہ

RESEARCH AND CRITICAL REVIEW OF DEATH RITUALS IN DISTRICT KHAIRPUR MIR'S IN THE LIGHT OF QURAN AND SUNNAH

Muhammad Rafique Phulpoto, Zain ul Abdin Arijo

Abstract:

Every region has its customs and traditions. In Muslim society, these customs and traditions can be followed in the light of Islamic teachings, and these must align with the principles of the Quran and Sunnah rather than clashing with them. However, due to various reasons, the culture of other nations steadily began to influence Muslim customs and traditions. This outside influence greatly impacted death-related rituals. Although Islam has already provided Muslims with simple, easy, dignified, and comprehensive guidance about death rituals despite many people are seen to be following non-Sharia rituals as mandatory customs. There have been numerous discussions and debates among people about these so-called death rituals and their legal status in Islam. In this regard, some research work has been done on this topic at national level in Pakistan; however, there has not been sufficient research work carried out on this topic in the province of Sindh. Hence, this topic was chosen to elucidate the Shariah status of death rituals at the regional level. The current death rituals in Khairpur Mir's have been researched and evaluated with Shariah arguments and an attempt has been made to differentiate between the rituals that are in accordance with the teachings of the Qur'an and Sunnah and that are contrary to the spirit of the teachings of Islam and shariah. During this research, it was found with the Shariah arguments that some death rituals were in accordance with the

teachings of the Quran and the Sunnah imposing certain conditions whereas most of the social death rituals were found to be illegal and unfounded in Islam.

KEYWORDS: Customs, Traditions, Rituals, Khairpir Mir's, Quran, Sunnah.

کلیدی الفاظ: رسومات، روایات، خیر پور میرس، قرآن، سنت۔

تعارف:

اللہ رب العالمین نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے آخری "ہادیٔ عالم" اور "رہبر اعظم" کے عظیم منصب کے ساتھ مبعوث فرمایا اور انسانوں کی انفرادی واجتماعی "ضابطہ حیات" کے لئے دینِ اسلام کو منتخب اور پسند فرمایا ہے۔اسلام نے انسانی فطرت اور اس کی زندگی کی جملہ ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے حوالے سے ایسے جامع اصول دیے ہیں کہ ان پر عمل کر کے انسان دنیا اور آخرت میں راحت اور سکون پا سکتا ہے۔ اسلام نے ایمانیات، عبادات، معیشت، معاشرت، سیاست اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حوالے سے جامع تعلیم دی ہے۔اور ایسے جامع شرعی اصول و قواعد دے دیے ہیں کہ ان کے ذریعے ہر دور کے حالات اور واقعات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کا حل نکالا جا سکتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے رسم و رواج کو بھی بطور ماخذِ قانون اس شرط پر تسلیم کیا ہے کہ وہ قرآن اور سنت کے اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔ایسی صورت میں رسم و رواج پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

کسی بھی قوم کے نظامِ حیات پر رسم و رواج کا گہرا اثر ہوتا ہے۔اور قوموں کے عروج و زوال میں رسم و رواج کو بڑا دخل ہوتا ہے۔رسم و رواج کو کسی بھی قوم کا صدیوں سے چلتا ہوا ایک "ورثہ" اور ان کے آباء و اجداد کا چھوڑا ہوا ایک "سرمایہ" سمجھا جاتا ہے۔ان رسومات پر عمل کرتے ہوئے عموماً ان کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔اور اس بات کا بھی خیال نہیں کیا جاتا کہ یہ رسم و رواج اچھے ہیں یا برے؟ ان کی وجہ سے معاشرے پر مثبت اثرات پڑتے ہیں یا منفی؟ پھر ہر ایک علاقے کے اپنے اپنے رسم و رواج ہیں۔اور وقت گذرنے کے ساتھ ان میں اضافے اور تبدیلیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ خاص طور پر خوشی اور غمی کے مواقع پر جو رسم و رواج مسلم معاشرے میں رائج ہیں ان رسومات پر غیر اسلامی تہذیب و ثقافت کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بچے کی پیدائش، شادی اور فوتگی کے مواقع پر رائج الوقت رسومات میں دیگر اقوام کی تہذیب و ثقافت کے اثرات نمایاں پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے ان تمام امور میں اپنے ماننے والوں کو باعزت، سادہ، آسان اور مکمل تعلیمات دی

ہے۔ لیکن پھر بھی ان مواقع پر اکثر لوگ اعتدال کی راہ سے ہٹ کر افراط اور تفریط میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان غیر شرعی رسومات کو شرعی فرض اور لازم سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔ اور کچھ ایسی غیر شرعی رسومات ہیں جن میں بے جا اصرار، تکرار اور اسراف کیا جاتا ہے۔ ان رسومات کے جائز اور ناجائز ہونے پر عوام اور خواص میں بحث و مباحثہ بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر مسلم معاشرے میں غیر شرعی رسومات کو لازم اور فرض سے بھی زیادہ اہم سمجھ کر عمل کیا جاتا ہے اور عمل نہ کرنے والوں پر ملامت کی جاتی ہے۔ برادری کے خوف سے یا "ما وجدنا علیہ آباء نا" ہم نے بڑوں کے اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے" کے صدیوں پرانے سطحی قسم کے دلیل سے لوگ غیر شرعی رسم و رواج کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو پاتے۔

مسلم معاشرے میں کچھ متقی اور محققین علماء کرام تحریر اور تقریر کے ذریعے مسلم معاشرے میں رائج غیر شرعی رسومات کی اصلاح کرنے کے حوالے سے اپنی بساط کے مطابق کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ رسومات مسلم معاشرے میں تناور درخت کی طرح اپنی جڑیں مضبوط کر چکی ہیں۔ اس لئے معاشرے کے ذمہ دار طبقات کو اس اہم کام کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اس موضوع پر پاکستان کی سطح پر کچھ تحقیقی کام ہوا ہے لیکن سندھ میں اس موضوع پر خاطر خواہ تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا یہاں کے علاقائی سطح پر فوتگی کی رسومات کی شرعی حیثیت واضح کرنے کے لئے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ضلع خیرپور میرس میں مختلف قومیں آباد ہیں۔ یہاں سندھی، سرائیکی پنجابی، مہاجر، پٹھان اور بلوچ نسل کے لوگ آباد ہیں جس کی وجہ سے یہاں کے رسم رواج میں کافی تنوع پایا جاتا ہے۔ ضلع خیرپور میرس میں فوتگی کی رائج الوقت رسومات کون کون سی ہیں؟ اور ان رسومات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس حوالے سے ضلع خیرپور میرس میں فوتگی سے متعلق رائج الوقت رسومات کی ضلع خیرپور میرس کے دیہات اور شہروں سے انٹرویوز کے ذریعے رسومات کا مواد حاصل کر کے ان رسومات کا شرعی دلائل سے تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

رسم و رواج کی معنی اور شرعی حیثیت :

رسوم کی لفظی معنی: رسوم کا واحد رَسم ہے اور یہ عربی لفظ ہے جو رَسَمَ یَرسُمُ باب نصر سے مصدر کا صیغہ ہے: جس کی معنی ہے: نقش، نقشہ، مروجہ طور طریقے،، محصول، تصویر اور نشان۔ [1]

[1] Al-Harvi, Al-Azhari, Abu Mansoor, Muhammad bin Ahmed, "Tahzeebu Luggah", Dar Ahya al Turas al Arabi, Beirut,2001, vol.12, p.293

رسوم کی اصطلاحی معنیٰ:

1. عرف وعادت کو انگریزی میں "Custom" کہا جاتا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ "رسم ورواج ہے۔

ا۔اسکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

"Custom: an accepted way of behaving or of doing things in a society or a community "[2]

"رسم ورواج سے مراد ایسا طرز عمل ہے جو کسی معاشرے یا سماج میں قبول کر لیا گیا ہو۔"

۲۔امام راغبؒ کے مطابق:

العادة اسم لتكرير الفعل والانفعال حتى يصير ذالك سهلا تعاطيه كالطبع ولذالك قيل العادة طبعية ثانية[3]

"عادت (رسم ورواج) اس فعل کو کہتا جاتا ہے جو بار بار کرنے اور ہونے سے اس طرح آسان اور (سہل) ہو جاتا ہے کہ وہ طبیعت کا

لازمی حصہ بن جاتا ہے اس لئے اس کو فطرت ثانیہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔"

۳۔امام نجیمؒ کے مطابق:

العادة عبارة عما يستقر في النفوس من الامور المتكررة المقبولة عند الطبائع السليمة[4]

"رسم ورواج سے مراد وہ امور ہیں جو بار بار کیے جانے والے (افعال) سے فطرت سلیمہ والوں کے پاس مقبول ہو جاتے ہیں۔"

رسم ورواج کی شرعی حیثیت

رسم ورواج کی حجیت بطور ماخذ قانون فقہاء اسلام کے ہاں تسلیم شدہ ہے تاہم یہ حجیت بطور مستقل ماخذ قانون نہیں ہے

[2] Horny A.S, oxford Advanced learner's Dictionary, oxford university press 2000, Sixth edtion

[3] Hafiz, Abdul Ghani, "Urf wa Adat ki Sharai wa qanuni Hesyat", Lahore: Islam Publications Mansoora Multan road, p.36

[4] Hafiz, Abdul Ghani, "Urf wa Adat ki Sharai wa qanuni Hesyat", Lahore: Islam Publications Mansoora Multan road, p.36

بلکہ ایک ثانوی ماخذ قانون ہے البتہ اگر کسی معاملہ میں نصِ شرعی موجود نہ ہو تو عرف (رسم ورواج) کو بنیادی حیثیت حاصل ہوگی کیونکہ ایسا کرنا عدم حرج اور مصالح مرسلہ کے مطابق بھی ہے اور تشریعی حکمت کے کا ایک راہنما اصول بھی ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ عرف وعادت (رسم ورواج) ایک ثانوی دجہ کا ماخذ ہے جس کی حیثیت صرف اس وقت مسلمہ ہے جب کوئی دیگر شرعی نص موجود نہ ہو۔[5]

فقہاءاسلام نے رسم ورواج کے قانونی ماخذ ہونے پر ذیل کی قرآنی آیت اور حدیثِ نبوی ﷺ سے استدلال کیا ہے۔

آیت: **خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجهلين**[6]

''(اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!) در گزر کرو اور معروف کام کرنے کا حکم دو۔ اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو''

ما راه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبيحاً فهو عند الله قبيح[7]

''جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی برا ہے۔''

ضلع خیر پور میرس می رائج الوقت فوتگی کی معاشرتی رسومات کا شرعی جائزہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

نماز کی پابندی نہ کرنا:

کچھ مریض جو صحت کے زمانے میں نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں وہ بیماری کے دنوں میں نماز کا زیادہ خیال نہیں کرتے، حالانکہ ممکن ہے یہ زندگی کی آخری بیماری ہو، کیونکہ ہر بیماری موت کی یاد کراتی ہے۔ بیماری میں نماز کا خیال نہ رکھنے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بیماری یا وسوسہ کی بناپر کپڑے یا بدن ناپاک اور گندے ہیں یا وضو اور غسل نہیں کر سکتے اور تیمم کو دل گوارا نہیں کرتا کہ اس سے طبیعت صاف نہیں ہوتی، اس لئے نماز قضا کر دیتے، ہیں، اس طرح کرنا جائز نہی ہے۔ ان اسباب کی بنیاد پر نماز قضاء کرنا جائز نہیں۔

دعا کی طرف توجہ نہ دینا:

ایک عمومی رواج یہ پایا جاتا ہے کہ مریض کے علاج معالجہ پر تو زیادہ توجہ دی جاتی ہے پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے،

[5] Hafiz, Abdul Ghani, "Urf wa Adat ki Sharai wa qanuni Hesyat", Lahore: Islam Publications Mansoora Multan road, p.155,156
[6] Al Quran: 7:199
[7] Al Khateeb, Al Tabrezi, Muhammad bin Abdullah, "Mishkat Al Masbeeh",Miktaba Rahmania Iqra Centre Ghazni street Urdu Bazar Lahore, Hadith:193

لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا کا اہتمام بہت ہی کم کیا جاتا ہے۔ یہ دعا عظیم ترین تدبیر ہے اور اس کی توفیق نہ ہونا سخت محرومی کی بات ہے۔ بیمار کی حالتِ مرض میں دعا قبول ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ اس کے قریبی رشتیداروں کو پوری توجہ اور دھیان سے دعا کرنی چاہیئے، گھر کے ایک فرد کا بیمار ہونا اور تمام اہلِ خانہ کا پریشان ہونا خود اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلا رہا ہے اور ایمان کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اپنے خالق ومالک کی طرف رجوع کیا جائے اور اسی سے مدد مانگی جائے اور صحت وعافیت کی دعا کی جائے۔ کیونکہ قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ [8]

صدقہ کے متعلق رسم:

یہ رواج عام ہے کہ بیمار کی طرف سے یا اس کے رشتیداروں کی طرف سے صدقہ کیا جاتا ہے۔ جس میں کسی بزرگ مرحوم کے نام کھانا پکوا کر تقسیم کرتے ہیں یا کھلاتے ہیں، اور اس میں ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ بزرگ خوش ہو کر کچھ مدد کریں گے اور شفا ہو جائے گی یہ عقیدہ شرک ہے۔ کچھ لوگ صدقہ میں جان کا بدلہ جان سے دینا ضروری تصور کرتے ہیں اور بکرے وغیرہ کو تمام رات مریض کے پاس رکھ کر اور بعض لوگ مریض کا ہاتھ لگوا کر خیرات اور صدقہ کرتے ہیں، بعض لوگ یہاں صدقہ کے لئے کالی مرغی یا کالا بکرہ بیمار سے ہاتھ لگوا کر ذبح کرنا لازمی سمجھتے ہیں ۔ یہ سب باتیں وہمی، من گھڑت اور خلاف شریعت ہیں۔ شریعت میں مطلق صدقہ ہی مصیبت کو ٹالنے والا کہا گیا ہے، کوئی خاص شیء یا خاص رنگ بالکل مقرر نہیں کیا گیا۔ ایسا عقیدہ رکھنا خلاف شریعت ہے۔ احادیث کے مطابق صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے۔ [9] رب کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔ [10]

وصیت کا رواج:

بیماری کی حالت میں اپنے بعد کے لئے کچھ وصیتیں جائز کی جاتی ہیں اور کچھ وصیتیں شریعت کے خلاف کی جاتی ہیں، کہیں کہیں تو کچھ مفاد پرست رشتیدار مریض کو خلاف شرع وصیتوں کا مشورہ اور ترغیب دیتے ہیں، مثلا تہائی سے زیادہ مال کی وصیت یا کسی وارث کے حق میں وصیت یا کسی جائز وارث کے محروم کرنے کی وصیت یا تیجہ، دسواں، چالیسواں کرنے یا قبر میں عہد نامہ رکھنے کی وصیت وغیرہ، یہ سب شریعت کے خلاف وصیتیں ہیں، ان کا مشورہ اور ترغیب دینا بھی جائز نہیں، بلکہ اگر مریض خود ہی ان کی وصیت کرنے لگے تو دوسروں کو چاہیئے کہ اس کو منع کر دیں اور اس کی

[8] Al Quran: 27:62

[9] Al Behqi, Imam, Abi Bakr, Ahmed Bin al Husain," Al Sunan AlKubra lilBehqi", Miktab Rahmania, Iqra Centre,Ghazni street urdu Bazar Lahore, Hadith:7821

[10] Tirmizi, Muhammad bin Esa, "Sunan al tirmizi", Dar Al Salam, Al Riaz,1999, Hadith:664

اصلاح کریں۔ اگر پھر بھی مریض ایسی وصیتوں سے باز نہیں آتا تو ایسی شریعت مخالف وصیت کسی پر لازم نہیں ہوتی، بلکہ ایسی وصیتوں پر تو عمل جائز بھی نہیں۔

رونے پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کا رواج:

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ میت کے سکرات کے وقت یا موت کے بعد عورتیں رونا پیٹنا شروع کردیتی ہیں۔ بلند آواز سے رونا، چلانا، ماتم کرنا اور گریبان

پھاڑنا سب چیزیں حرام اور گناہ کا کام ہیں۔ اور اس پر حدیث میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔[11] البتہ رونا آئے تو چیخنے چلائے بغیر صرف آنسوں سے رونے

میں کوئی حرج نہیں۔

کلمہ کی تلقین کرنے کا رواج:

یہ رسم بھی رائج ہے کہ مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کی جاتی ہے۔ اور یہ عمل مستحب اور سنت سے ثابت ہے۔[12] لیکن کچھ لوگ مرنے والے کو کلمہ کی تلقین میں اتنی زیادہ سختی کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں، وہ ذرا سا خاموش ہوتا ہے تو اس سے فوراً توبہ استغفار اور کلمہ کا تقاضا شروع کردیا جاتا ہے اور برابر اس کے سر رہتے ہیں، بیمار بچارہ تنگ آکر تکلیف جھیل کر کسی طرح پڑھ بھی لے تو بھی اس کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔ یہ سب کچھ درست نہیں ہے، البتہ شرعاً کسی بات کو معلوم کرنا ضروری ہو تو اس کے بارے میں پوچھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً کسی کی امانت کے بارے میں پوچھا جائے کہ آپ نے کہاں رکھی ہے؟ یا قرضدار اور لین دین کے بارے میں پوچھا جائے کہ جس کا حال کسی اور سے معلوم نہیں ہو سکتا یا اسی قسم کا کوئی اور حق ہو تو اسے پوچھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ضروری ہے جب کہ مریض کو بتلانے میں ناقابل برداشت تکلیف محسوس نہ ہو۔

سکرات اور نزع کی حالت میں نامحرم کو دیکھنے کی رسم:

ایک رسم رائج ہے کہ جب بیمار کی حالت زیادہ خراب ہو جاتی ہے تو رشتیدار اور پڑوس کی نامحرم خواتین اس کے سامنے آکھڑی ہو جاتی ہیں، اور اس وقت پردہ کو ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔ اگر اس کو اتنا ہوش ہے کہ وہ دیکھتا اور سمجھتا ہے تب تو اس کے سامنے نامحرم عورتوں کا آنا اور دیکھنا جائز نہیں، اور اگر مریض کو ہوش نہیں ہے تو ان نامحرم عورتوں نے

[11] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:1294

[12] Nesapoori, Qusheri, Imam, Muslim bin al Hajjaj," Al Sahee al Muslim", Biat Al Afkar aldoalat linashr wa toazee, Al Riaz, Saudi Arabia, 1998, Hadith:916

توضرورت کے بغیر نامحرم مرد کودیکھااور حدیث شریف میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔[13]

نزع کی حالت میں شوہر کابیوی سے مہر معاف کرانے کارواج:

یہ رسم بھی پائی جاتی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو مہر زندگی بھر نہیں دیتااور بیوی کے موت کے وقت شوہر اس سے قرض معاف کرواتاہے۔اس طرح قرض معاف کرواناد رست نہیں ہے۔کیونکہ بیوی پوری طرح ہوش میں ہواور خوش دلی سے معاف کردے تو بھی مہر معاف نہ ہوگا، کیونکہ مرض الموت میں معافی ب وصیت کے حکم میں ہوتی ہے، اور وصیت شوہر کے لئے نہیں کی جاسکتی، کیونکہ وارث کے حق میں وصیت باطل ہے، البتہ اگر عورت کے دوسرے وارث جو عاقل بالغ ہوں وہ اپنا حصہ اس مہر میں سے بخوشی چھوڑناچاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں، لیکن وارث مجنون یانابالغ ہو اس کاحصہ اس کی اجازت سے بھی معاف نہ ہوگا۔[14]

موت کے بعد اعلان کی رسم:

فوت ہوجانے کے بعد اہل علاقہ کواطلاع دینے کے لئے مساجد کے لائوڈاسپیکروں کے ذریعے اعلانات کیے جاتے ہیں یا کچھ لوگ انفرادی طورپر دوسروں کواطلاع دینے کے لئے موبائیل سے کال یاایس ایم ایس یاسوشل میڈیاسے اطلاع دینے کی کوشش کرتے ہیں۔اگر کوئی مذہبی، سیاسی یادنیاوی لحاظ سے کسی بڑی شخصیت کی فوتگی ہوجائے تو پھر لائوڈ اسپیکر کے ساتھ ساتھ اخبارات، رسائل وجرائد، ریڈیو، ٹیلیوزن کے مختلف نیوز چینلز، کے ذریعے بھی فوتگی کی اطلاع پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے بہت کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوتک اطلاع پہنچ جاتی ہے۔فقہاء کرام کے نزدیک موت کی اطلاع کرناجائزبلکہ سنت ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ جاہلانہ رسم کے مطابق نہ ہواور اگر غسل تکفین اور نماز جنازہ کے لئے بھی کوئی نہ ہو تواس کی اطلاع کرنا بھی واجب ہوگی۔اس موقف کے فقہاء کااستدلال وہ احادیث ہیں جن میں حضرت جعفر طیارؓاور نجاشیؒ کے موت کی اطلاع آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کرامؓ کودی تھی۔[15]

امام مسجد سے میت کو غسل دلانے کی رسم:

یہاں میت کو غسل دینے کے وقت رسم یہ ہے کہ میت کو مقامی مسجد کاامام غسل دیتاہے اور غسل کے وقت میت کے ورثاءاور قریبی رشتیدار اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔اور امام سے غسل دلانا ضروری سمجھتے ہیں غسل کے بعد میت کے

---

[13] Tirmizi, Muhammad bin Esa, "Sunan al tirmizi", Dar Al Salam, Al Riaz,1999, Hadith:2778
[14] Thanvi, Ashraf Ali, "Islah e Inqlabe Ummat", Idart AL Maarif,1972, vol.1, p.238
[15] Nesapoori, Qusheri, Imam, Muslim bin al Hajjaj," Al Sahee al Muslim",Biat Al Afkar aldoalat linashr wa toazee, Al Riaz,Saudi Arabia, 1998, Hadith:2204

پس ماندہ گان اس خدمت کے بدلے اس میت کے کپڑے، چارپائی اور بستر ہ اس امام کو دیتے ہیں۔ اور کچھ دیہات میں گائوں کا پڑھا لکھا آدمی جو غسل کا طریقہ جانتا ہے وہ غسل دیتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ میت کو اس کے قریبی رشتیدار غسل دیں۔ اگر اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے کوئی موجود نہ ہو یا موجود ہو مگر اس کی عمر کم ہو تو پھر دیگر لوگوں سے غسل دلوانے میں تعاون لیا جا سکتا ہے۔ جس سے غسل کی خدمت لی جائے وہ غسل کے طریقہ کو صحیح جانتا ہو اور وہ پرہیزگار اور نیک بھی ہو۔ غسل دینے والا شخص اگر میت کے عیوب کو چھپائے گا تو اس کے لئے بڑا اجر اور ثواب ہے۔[16]

میت کو کورے گھڑے سے غسل دینے کی بعد برتن توڑ دینے کی رسم:

ایک رسم یہ رائج ہے کہ میت کو کورے گھڑے اور مٹی کے برتن (لوٹے وغیرہ) سے غسل دینے کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ اور اپنے گھر کے برتنوں میں غسل دینے کو معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اس کو ضروری اور لازم نہ سمجھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض مقامات پر غسل میں استعمال ہونے والے مٹی کے برتن بعد میں توڑ دینے کا رواج ہے۔ ان برتنوں کو بعد میں استعمال میں لانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ غسل میں استعمال ہونے والے برتن استعمال میں نہ لائے جائیں۔ یہ طریقہ قرآن وسنت کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے خلاف ہے۔ اس لئے غسل میں استعمال ہونے والے برتن توڑ دینا یا ان کو بعد میں استعمال میں نہ کرنے کا رواج شرعا جائز نہیں ہے۔[17]

میت کو غسل دینے والے کو پیسے دینے کا رواج:

کچھ علاقوں میں یہ رواج ہے کہ میت کے ورثاء غسل دینے والے کو اجرت میں کہیں حسب استطاعت اور کہیں غسل دینے والے زیادہ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کچھ دیہات میں غسل دینے والا آٹھ سے دس ہزار تک میت کو غسل دینے کی رقم لیتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں تو مفت غسل دینے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ واضح رہے کہ میت کو غسل دینے کا فرائضہ میت کے رشتیداروں کو خود ادا کرنا چاہیے۔ اپنے کو خود غسل نہ دینا اور دوسروں کے سپرد کرنا انتہائی بے

[16] Al Behqi, Imam, Abi Bakr, Ahmed Bin al Husain," Al Sunan AlKubra lilBehqi", Miktab Rahmania, Iqra Centre,Ghazni street urdu Bazar Lahore, Hadith:6900

[17] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

مروتی،اور غرور، تکبر کی دلیل ہے۔[18] اگر میت کے عزیز رشتیدار خود غسل دینا نہیں جانتے اور کوئی مفت میں غسل نہ دینے والا بھی نہ مل سکے تو پیسے اور اجرت دے کر میت کو غسل کروانا جائز ہوگا۔[19]

غسل کے بعد چراغ جلانے کی رسم:

یہاں یہ رسم بھی پائی جاتی ہے کہ جس چارپائی یا تختے پر میت کو غسل دیا جاتا ہے اس کے نیچے گڑھا کھودا جاتا ہے بعد میں اس جگہ پر تین دن تک چراغ جلایا جاتا ہے۔اور اس گڑھے کو ختم کرنا بھی اس کھودنے والے پر لازم سمجھا جاتا ہے کسی اور آدمی کو اس گڑھے کو ختم نہیں کرنے دیا جاتا۔اس رسم کی کوئی شرعی حیثیت نہیں بلکہ یہ ایک مقامی رواج ہے جو ہندو معاشرے سے مسلم معاشرے میں داخل ہوا ہے۔لہذا اس رواج کو چھوڑ دینا لازم ہے۔[20]

میت پر عورتوں کی اجتماعی نوحہ کی رسم:

یہ رسم ضلع خیر پور میرس کے اکثر علاقوں میں رائج ہے۔میت کے پاس اس کی رشتیدار عورتیں، پڑوس کی اور دیگر رشتیدار خواتین ایک جگہ جمع ہو کر نوحہ خوانی (جس کو سندھی میں ''پار'' کہتے ہیں) کرتی ہیں یہاں تک کہ جب جنازہ نکل رہا ہوتا ہے وہ روتی، چیختی، چلاتی، چہروں کو مارتی، پیٹتی اور سینہ کوبی کرتی ہوئیں گھر کے دروازے تک آتی ہیں اور کچھ خواتین تو گر کر بے ہوش بھی ہو جاتی ہیں۔نوحہ خوانی میں میت کی حیثیت کے مطابق کمی بیشی ہو سکتی ہے۔نبی اکرم ﷺ نے نوحہ کرنے سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے[21]

غسل کے بعد کھجور کی تازہ لکڑیاں میت کے دونوں بغلوں میں رکھنے کی رسم:

ضلع خیر پور میرس کے کچھ علاقوں میں غسل کے بعد کفن پہناتے ہوئے کھجور کی تازہ لکڑیاں میت کے دونوں بغلوں میں رکھنے کا رواج ہے۔کتب اہل سنت میں اس قسم کے رواج کا کوئی شرعی دلیل نہیں ہے لیکن یہ رواج اہل تشیعہ کے ہاں عمل میں ہے۔اس حوالے سے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے عالم سید علی حسینی سیستانی نے توضیح المسائل میں مختصر، میت کے احکام میں مسئلہ نمبر:۵۸۱ میں لکھا ہے: مستحب ہے کہ (درخت کی) دو تر و تازہ ٹہنیاں میت کے ساتھ

---

[18] Qasmi, Mufti, Inam Al Haq, "Mayyat ke Masail ka encyclopedia". Bait Al Ummar, Karachi, vol.2, p.29.

[19] Al Haskafi, Al Hanfi, Muhammad bin Ali, "Al Dur al Mukhtar Sharh Tanweer al Absar wa jame albihar", dar al kutub al ilmi, Beirut,2002, p.118

[20] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

[21] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

قبر میں رکھی جائیں۔[22]

غسل میں استعمال ہونے والے چیزیں گڑھے میں دفن کرنے کی رسم:

ضلع خیرپور میرس کے کچھ دیہات میں یہ رواج ہے کہ وہ غسلِ میت میں استعمال ہونے والے برتن بعد زمین میں گڑھا کھود کر دفن کر دیتے ہیں کیونکہ وہ ان برتنوں کو بعد میں استعمال میں لانا معیب سمجھتے ہیں۔اس رواج کا شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔یہ رواج قرآن وسنت کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے خلاف ہے۔[23]

میت کے پاس اگربتی سلگانا:

ضلع خیرپور میرس کے کچھ دیہات میں ایک رسم یہ بھی ہے کہ میت کے پاس اگربتی سلگائی جاتی ہے۔میت کے پاس اگر تعفن اور بدبو کا اثر ختم کرنے کے لئے اگربتی سلگائی جاتی ہے تو یہ جائز ہے،اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔یہی وجہ ہے احادیث میں میت کو غسل دینے سے پہلے تختہ کو خوشبو کی دھونی دینے کا حکم کیا گیا ہے۔[24]

جفت عدد تاریخ میں اگر فوتگی ہو جائے تو کفن میں گرہیں لگانے کی رسم:

اگر جفت عدد تاریخ میں فوتگی ہو جائے تو کفن میں گرہیں لگانے کا رواج ہے۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عزرائیل دوبارہ گھر میں کسی اور کا روح قبض

کرنے نہ آئے۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ رسم قرآن وسنت کے خلاف ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ یہ وہمی چیزیں ہیں جو ہندو مذہب کے ماننے والوں کی طرف سے اسلامی تعلیمات سے جاہل نام مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں۔[25]

قبر پر چار کیل ٹھونک کر دھاگا باندھنے کی رسم:

پنجگی تاریخوں میں اگر فوتگی ہو جائے تو تحصیل نارہ اور تحصیل کنگری کے کچھ علاقوں میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ میت کے گھر والے قبر پر چار کیل ٹھونک

---

[22] Sestani, Syed Ali Husaini, ‘’ Toazeeh al Masail, Mukhtasir Mayyat ke Ahkam”, masala No:581

[23] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail,” Al Jamei Al Sahee Al Bukhari”, Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

[24] Al Absi, Abu Sheba, Abdullah bin Muhammad, “Al Musannaf li Ibn Abi Sheba”, Dar al Qiblah li Thaqafah al Islamia, Riaz, Saudi Arabia,1427 A.H, Vol:17, p.269

[25] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail,” Al Jamei Al Sahee Al Bukhari”, Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

کران پر دھاگہ باندھ کر آتے ہیں تاکہ عزرائیل گھر کے دیگر کو افراد کو بھی اس میت کے پاس نہ لے جائے۔اس رسم کا شرعی حکم یہ کہ یہ بھی ناجائزاور
بدعت ہےاور قرآن وسنت کے خلاف ہے۔[26]

میت کے منہ میں سونا کا ٹکڑا ڈالنے کی رسم:

تحصیل نارا کے کچھ دیہات میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ اگر کسی گھر میں فوتگی پنجکی تاریخوں میں ہو جائے تو غسل کے بعد اس میت کے منہ میں سونا کا ٹکڑا ڈال دیتے ہیں اس کو سندھی میں ''سنون'' کہتے ہیں مقصد اس کا بھی عزرائیل کو دوبارہ اسی گھر میں جلدی میں کسی کے روح قبض کرنے سے روکنا ہے۔یہ رسم بھی قرآن وسنت کے خلاف ہے۔[27]

میت کے کفن کے اوپر اجرک اور چادر ڈالنے کا رواج:

یہ رواج بھی عام ہے کہ برادری کے لوگ یا دوست واحباب مرد میت کے کفن کے اوپر اجرک ڈالتے ہیں اور عورت میت پر اجرک اور چادر جس کو سندھی میں ''رئو'' یا''لٹو'' کہا جاتا ہے ڈالتے ہیں۔بعد میں وہ غریبوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ یہ عمل خلاف سنت ہے اس کو چھوڑنا لازم ہے۔کیونکہ ان چیزوں کی کفن میں کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ رواج اسراف میں داخل ہے ۔اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے خلاف ہے۔اس قسم کے رواج کو چھوڑنا ضروری ہے۔[28]

میت کو سرمہ لگانے اور زیب وزینت کرنے کی رسم:

ضلع خیرپور میرس میں ایک رسم یہ رائج ہے کہ بعض جگہوں پر عورت میت کو سرمہ لگایا جاتا ہے اور اس کی زیب و زینت کی جاتی ہے۔یہ رسم شرعی طور پر درست نہیں اس لئے اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔عورت میت کو سنت طریقے پر عطر ور کافور لگایا جائے، سرمہ نہ لگایا جائے، یہ زیب وزینت ہے اور اب اس میت کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔[29]

میت کو مہندی لگانے کی رسم:

[26] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[27] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[28] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[29] Ibn Nujem, Zain al Den bin Ibrahim bin Muhammad, "Al Bahr al Raiq Sharah Kanz o Daqaiq", Dar al Kutub al Ilmia Beirut, Lebanon 1997, vol.2, p.304

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

ضلع خیر پور میرس کے بعض دیہات میں اگر نوجوان لڑکے یا لڑکی کی شادی سے پہلے وفات ہو جاتی ہے تو اس کو مہندی لگانے کی رسم ہے۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ شرعی لحاظ سے یہ عمل درست نہیں ہے۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق اگر کوئی عورت فوت ہو جائے تو اس کے ہاتھوں وغیرہ پر
مہندی لگانا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ یہ زیب وزینت ہے اور میت کی زیب وزینت کرنا ناجائز و گناہ ہے کہ مرنے کے بعد میت کو نہ تو زینت کی ضرورت
ہے اور نہ ہی یہ زینت کا مقام ہے، لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔[30]

میت کو کمرے میں مغرب کی طرف غسل دینے کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ وہ جب میت کو غسل دینا شروع کرتے ہیں تو اس بات کا لازمی طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ وہ کمرے میں مغرب کی طرف سے اس کی چارپائی رکھی جائے ورنہ ان کے خیال میں غسل دینا درست نہیں ہوگا۔اس رسم کا بھی قرآن وسنت میں کوئی شرعی دلیل نہیں ہے محض وہمی

رسم ہے۔اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس من گھڑت رسم کو چھوڑنا لازم ہے۔[31]

میت کی جیب سے نکلنے والے پیسے غسل دینے والے کو دینے کا رواج:

ضلع خیر پور میرس کے ایک گائوں میں یہ رسم ہے کہ میت کو جب غسل دیا جاتا ہے اور اس وقت اگر میت کی جیب سے پیسے نکل آئیں تو وہ غسل دینے والے مولوی یا حافظ کو دیے جاتے ہیں۔میت کی جیب سے نکلنے والی رقم میت کا ترکہ شمار ہوتی ہے اور جس طرح ترکہ کو تقسیم کرنے کا شرعی طریقہ ہے اس کے مطابق اس کو استعمال کرنا ضروری ہے۔لہذا ترکہ کی تقسیم کے شرعی طریقہ پر عمل کرنے سے پہلے وہ رقم کسی کو دینا جائز نہیں ہے۔میت کی جیب سے جو پیسے نکلے وہ ترکہ کا مال ہے اور غسل دینے والے کو اس کو شرعی تقسیم سے پہلے خود لینا جائز نہیں ہے۔دوسروں کا حق کھانے پر اللہ تعالی کی طرف سے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔[32]

---

[30] Ibn Nujem, Zain al Den bin Ibrahim bin Muhammad, "Al Bahr al Raiq Sharah Kanz o Daqaiq", Dar al Kutub al Ilmia Beirut, Lebanon 1997, vol.2, p.304

[31] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

[32] Al Quran: 4:14

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

قرآن بخشانی کی رسم:

ضلع خیر پور میرس کے کچھ دیہات میں میت کی چارپائی پر اس کے سرہانے کی طرف قرآن پاک رکھا جاتا ہے اور مقامی امام مسجد یا باہر سے کوئی حافظ بلایا جاتا ہے۔ وہ میت کے سرہانے کے پاس بیٹھتا ہے اور وہ میت کے گناہ، ایک ایک کر کے ، سب کو بتا بتا کر کہ یا اللہ! اس قرآن کے صدقے اس کے فلاں فلاں گناہ بخش دے۔ یہ سارے گناہ قرآن پر بخشواتا ہے اور لوگ وہاں پیسے رکھتے جاتے ہیں۔ بعد میں وہ مولوی یہ پیسے خود اٹھا کر لے جاتا ہے۔ یہ رسم بھی قرآن و سنت کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے خلاف ہے اس لئے ناجائز ہے۔ اس کو چھوڑنا لازم ہے۔[33]

میت کی چارپائی کے پاس ایک برتن میں اناج رکھنے کا رواج:

بعض علاقوں میں میت کی چارپائی کے پاس ایک برتن میں اناج رکھتے ہیں اور میت کو دفنانے کے بعد اس کو پرندوں کو ڈالتے ہیں اور اس کو میت کے لئے ایثالِ ثواب سمجھتے ہیں۔ اس کو سندھی میں ''ثمر'' یا ''پتن'' کہا جاتا ہے لیکن ایصال ثواب کے لئے شریعت نے کوئی خاص طریقہ اور صورت نہیں بتائی اور نہ وقت مقرر کرنے کی تعلیم دی ہے۔ لہذا خاص اس طریقے سے ایصال ثواب کرنا اور اس کو لازم سمجھنا درست نہیں ہے اس کو چھوڑنا لازم ہے۔

میت کے سینہ اور کفن پر کلمہ لکھنا اور شجرہ و عہد نامہ رکھنے کی رسم:

بعض دیہات میں میت کے سینہ یا پیشانی یا کفن پر کلمہ شہادت، آیت الکرسی اور دیگر آیات اور دعائیں خاک شفا سے لکھی جاتی ہیں یا کفن میں عہد نامہ رکھا جاتا ہے۔ یہ عمل جائز نہیں ہے، کیونکہ میت کے پھٹنے سے قرآنی آیات اور اللہ اور رسول کے ناموں کی بے حرمتی ہوگی۔[34]

میت کے کفن کے اوپر آیات قرآنیہ والی لکھی ہوئی چادر ڈالنے کی رسم:

جب میت کو کفن پہنا کر قبرستان لے جاتے ہیں تو احترام کے طور پر کفن کے اوپر ایک ایسی چادر ڈالتے ہیں جس پر کلمہ طیبہ، آیت الکرسی، چار قل، اسماء
الحسنیٰ اور دوسری قرآنی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں اس طرح میت کے اوپر ایسی چادر ڈالنا جس میں

[33] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

[34] Rasheed Ahmed, Mufti, "Ahsan Al Fatawa", H.M Saeed Company Adab manzil, Pakistan choak,edition:11, 1425 A.H, vol.1, p.351

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

قرآنی آیات وغیرہ لکھی ہوئی ہوں، مکروہ ہے۔البتہ اس کی جگہ اگر سادہ چادر ڈال دی جائے تو جائز ہے۔[35]

"اوچھن"، "لٹے جاپیسا یا "پوئو" کی رسم:

یہاں اکثر جگہوں پر ایک رسم ہے کہ فوتگی کے موقع پر سوگ والے تین دنوں میں برادری والے ورثاء کے پاس کچھ پیسے لکھواتے جاتے ہیں اور سندھی میں اس کو "اوچھن" یا "لٹے جاپیسا" یا "پوئو جاپیسا" کہتے ہیں۔اور یہ رواج ادلے بدلے کی بنیاد پر چلتا ہے۔ یہ رواج قرآن وسنت کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے خلاف ہے۔اس میں ایک تو ادلہ بدلہ کی نیت ہوتی ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے اور دوسرا اس کو لازم اور ضروری سمجھا جاتا ہے اور نہ دینے والوں کو ملامت کی جاتی ہے اور برادری میں ایسے شخص کی رسوائی کی جاتی ہے۔اس لئے یہ رسم بدعت اور ناجائز ہے۔لیکن اگر صرف میت کے ورثاء سے کفن ودفن اور ورثاء اگر غریب ہوں تو ان سے تعاون کی نیت سے پیسے بغیر بدلے کی نیت سے دیے

اور اس کو کسی پر لازم نہ سمجھا جائے اور نہ دینے والوں پر ملامت نہ کی جائے تو یہ جائز ہوگا۔

غیر محرموں کو میت کا منہ دکھانے کی رسم:

یہاں اکثر جگہوں پر یہ رسم رائج ہے کہ اگر غیر محرم مرد کی فوتگی ہوجائے تو اس کا منہ دیکھنے کے لئے سب عورتیں میت کے گھر میں آتی ہیں اور اس کا منہ دیکھنا لازم سمجھتی ہیں۔اس طرح کچھ علاقوں میں اگر میت عورت ہو تو غیر محرم مردوں کو بھی اس کا آخری بار منہ دکھایا جاتا ہے۔اور اس کو آخری بار منہ دیکھنا کہا جاتا ہے۔واضح ہو کہ شریعت اسلامیہ میں عورت کا غیر محرم مرد کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ بے حیائی اور فتنے کا سبب ہے،البتہ اگر شہوت کے ساتھ دیکھنا نہ ہو اور نہ ہی اس میں بے حیائی اور فتنے کا خوف ہو تو پھر دیکھنے کی اجازت ہے۔اس لئے غیر محرم عورتوں کا غیر محرم مرد کی میت دیکھنے میں بے پردگی اور فتنے کا خوف ہو تو پھر دیکھنا جائز نہیں۔لیکن اگر دیکھنے میں بے پردگی اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور اس کی وجہ سے کسی ناجائز اور حرام رسم ورواج کو ترویج بھی نہ ملے تو پھر دیکھنے کی گنجائش ہے۔بہتر یہی ہے کہ نہ دیکھا جائے۔[36] اگر میت عورت ہو تو اس کے چہرے کو صرف عورتیں ہی دیکھ سکتی ہیں اور اس کے محرم مرد بھی اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔لیکن غیر محرم مرد میت عورت کا چہرہ صحیح نیت سے بھی نہیں دیکھ

[35] Ibn Abden, Muhammad bin Umar, "Rad Al Mukhtar Ala al Dur al Mukhtar", Dar al Ma'rfa Beirut, Lebanon, vol.3,p.186
[36] Al Haskafi, Al Hanfi, Muhammad bin Ali, "Al Dur al Mukhtar Sharh Tanweer al Absar wa jame albihar", dar al kutub al ilmi, Beirut,2002, vol.9, p.533

سکتے کیونکہ یہ شریعت اسلامیہ میں ممنوع اور ناجائز ہے۔اگر دیکھیں گے تو وہ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوں گے۔ جس طرح زندگی میں غیر محرموں سے پردے کا حکم ہے۔اس طرح وفات کے بعد بھی یہ حکم برقرار ہے۔لہذا اس قبیح رسم کو چھوڑنا لازم ہے۔[37]

میت کو رشتیداروں گھروں میں آخری بار گھمانے کی رسم:

ضلع خیرپور میرس کے کچھ دیہات میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ جب کسی شخص کی وفات ہو جاتی ہے تو غسل دینے کے بعد اس کو قریبی رشتیداروں کے گھروں میں آخری بار گھمانے کے لئے پھیرایا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ میت اب واپس نہیں آئے گا اس لئے اس کو آخری باری

رشتیداروں کے گھروں میں گھمانے جاتے ہیں۔ یہ جاہلانہ رسم ہے۔اور یہ رسم قرآن اور سنت کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے

طریقے کے خلاف ہے اس لئے اس کو چھوڑنا لازم ہے۔[38]

قبرستان اگر دور ہو تو میت کو اٹھانے والے چار آدمیوں کو بھنگ پلانے کی رسم:

یہ رسم ضلع خیرپور میرس کے تحصیل نارا میں پائی گئی۔وہاں ایک گائوں کے مقامی لوگوں نے انٹرویو کے دوران بتایا کہ یہاں ایک رسم یہ بھی رائج ہے کہ اگر قبرستان دور ہو تو میت کی چار پائی اٹھانے والے چار آدمیوں کو بھنگ پلائی جاتی ہے تاکہ وہ ہوش وحواس میں نہ ہوں اور ان کو پتہ ہی نہ چلے کہ

قبرستان کیسے پہنچ گئے۔یہ رسم بھی جاہلانہ رسم ہے جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہے اس قسم کی رسم کو چھوڑنا لازم ہے۔[39]

جنازہ اٹھاتے وقت گھر سے قبر تک ڈھول بجانے اور خوشی کا اظہار کرنے کی رسم:

کچھ جگہوں پر یہ رسم رائج ہے کہ کچھ لوگ جو خود کو صوفی کہلواتے ہیں وہ میت کا جنازہ اٹھاتے وقت غم نہیں مناتے بلکہ خوشی مناتے ہیں ان کے خیال میں یہ خوشی کی گھڑیاں اعزاز کے ساتھ اپنے میت کو دفن کریں۔اور قبر تک ڈھول بجاتے جاتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔یہ رسم قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین،تابعین اور

[37] Al Mosooa, Al Faqeeha, Wizaratul Oqaf al Shuon Al Islamia Kuit.vol.4, p.354
[38] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al Nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[39] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

تبع تابعین کے طریقے کے خلاف ہے اس رسم کو چھوڑنا لازم ہے۔[40]

جنازہ اٹھانے سے پہلے اجتماعی طور پر فاتحہ پڑھنے کی رسم:

ضلع خیرپور میرس کے کچھ جگہوں پر ایک رسم ہے کہ لوگ میت کے گھر پر جمع ہوتے ہیں اور جنازہ اٹھانے سے پہلے سورہ فاتحہ اور تین قل پڑھ کر اجتماعی طور پر دعا کرتے ہیں۔ یہ رسم خلافِ سنت ہے۔ ہر ایک انفرادی طور پر دعا کر سکتا ہے۔ لیکن یوں سب کا جمع ہو کر دعا مانگنے کا رواج اور طریقہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اور سلف الصالحین کے عمل اور طریقہ کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔[41]

جنازہ اٹھاتے وقت کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھنے کی رسم:

اکثر علاقوں میں ایک رسم رائج ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت کلمہ شہادت یا کلمہ طیب یا کوئی ذکر بلند آواز سے پڑھتے ہیں، حالانکہ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ اور کوئی ذکر کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس موقع پر خاموش رہتے تھے، اس وجہ سے یہ رسم بھی خلاف سنت اور بدعت ہے۔ جنازہ کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔[42]

پیر سے میت پر مولود پڑھانے کی رسم:

ضلع خیرپور میرس میں کچھ علاقوں میں یہ رسم رائج ہے کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے جنازہ اٹھاتے وقت پیر وہاں نعتیں پڑھواتا ہے یا خود بھی

کچھ مولود پڑھتا ہے۔ یہ رسم شریعت کی تعلیمات کی روشنی میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا لازم ہے۔ بلند آواز

سے ذکر کرنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا بھی مکروہ ہے۔ اس لئے جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کے لئے اشعار اور مولود

[40] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail, Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[41] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail, Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[42] Al Sheikh, Al Nizam, "Al Fatawa Al Hindia, Al Maroof Al Fatawa Al Alamgeria", Dar Al Kutub Al Ilmia Beirut, Lebanon, 1421 A.H, p.178

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

وغیرہ پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے۔

اس رسم کو چھوڑنا لازم ہے۔[43]

بلند آواز سے جنازہ کی نیت کرنے کا رواج:

اکثر علاقوں میں جنازہ کی نیت بلند آواز سے کرنا ضروری اور لازم سمجھا جاتا ہے۔ اگر کبھی کوئی امام بلند آواز سے نیت نہ کرے تو اس پر نکیر کی جاتی ہے اور

اس کے ساتھ تکرار کیا جاتا ہے۔ بلند آواز سے نیت کرنا اور اس کے لیے امام کو پابند قرار دینا اور بلند آواز سے نیت نہ کروانے پر اعتراض و نکیر کرنا اور اس سے ناراضگی کا اظہار کرنا شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس رسم کو چھوڑنا لازم ہے۔ البتہ کبھی کبھی امام یا کوئی دوسرا تعلیم اور سکھانے کی غرض سے بلند آواز سے نیت کرادے اور اس کو کوئی لازم خیال نہ کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ کی نیت اور اس سے متعلق مسائل وغیرہ کو پنج وقتہ نمازوں کے بعد مناسب انداز و وقتاً فوقتاً حسب ضرورت نمازیوں کو سمجھاتے رہیں۔

موالی اور سگریٹ پینے والوں سے میت کی چارپائی کو ہاتھ نہ لگوانے کی رسم

ضلع خیرپور میرس میں تحصیل نارا میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ کوئی بھی موالی اور سگریٹ پینے والا چہل قدمی کے وقت چارپائی کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ وہ ہاتھ لگائے جس کو آیت الکرسی آتی ہو۔ یہ رواج بطور تنبیہ اور نشے والی چیزوں سے مسلمانوں کو دور کرنے کے لئے تو درست ہے لیکن موالی اور نشئی کا

چارپائی کو ہاتھ لگانا شرعاً حرام نہیں ہے۔ اس لئے لوگوں کو فرق معلوم ہونا چاہیئے۔

جنازہ نماز کے بعد منہ دکھانے کا رواج

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ نماز جنازہ کے بعد وہاں موجود سب لوگوں کو میت کا منہ دکھایا جاتا لوگوں کو میت کا کفن کھول کر چہرہ دکھایا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ضرورت کی بنا پر کسی قریبی عزیز کو دکھانا منع نہیں ہے، خواہ نماز جنازہ سے پہلے ہو یا بعد میں۔ البتہ باقی لوگوں کے لئے میت کو غسل دینے اور تکفین وتدفین کے ان انتظام کرنے کے بعد نمازِ جنازہ میں دیر اور تاخیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ حدیث شریف میں تاخیر سے منع کیا گیا ہے، جب کہ نمازِ

[43] Al Haskafi, Al Hanfi, Muhammad bin Ali, "Al Dur al Mukhtar Sharh Tanweer al Absar wa jame albihar", Dar al kutub al ilmi, Beirut,2002, vol.2, p.233

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

جنازہ کی ادائیگی کے بعد میت کو جلد دفن کرنے کا حکم بھی حدیث مبارک میں آیا ہے۔[44] اس لئے نمازِ جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دکھانا تھوڑی سی تاخیر کو مستلزم ہونے کی وجہ سے بہتر نہیں ہے، البتہ اس سے پہلے میت کا چہرہ دیکھنے اور دکھانے میں کوئی حرج نہیں۔[45]

نماز جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی اور اجتماعی دعا

ایک رواج یہ ہے کہ نماز جنازہ کے فورا بعد صفیں توڑ کر یا وہیں صفوں میں بیٹھ کر ایک بار سورۃ الفاتحہ (الحمد) اور تین بار سورۃ الاخلاص (قل ھو اللہ) پڑھ کر میت کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شریعت اسلامیہ میں عمومی دعا کی تاکید، تلقین اور فضیلت بتائی گئی ہے، اور "اذا سالک عبادی عنی فانی قریب"[46] آیت میں بھی اسی عمومی دعا کا ہی ذکر کیا گیا ہے، اس وجہ سے اگر کوئی شخص جنازہ کے بعد انفرادی طور پر یا دل دل میں میت کیلئے رحمت اور بخشش کی دعا مانگے تو یہ جائز ہے، مگر اجتماعی طور پر مروجہ طریقے کے مطابق باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر، اہتمام والتزام کے ساتھ فاتحہ اور قل پڑھوا کر دعا کرنا اور اس طرح نہ کرنے والوں پر نکیر کرنا اور ان کو ملامت کرنا یہ سب امور تو دعا کو مؤقت ومقید کرنے کی علامات ہیں، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طرز عمل سے اس طرح کی اجتماعی دعا ثابت نہیں ہے۔ اس لئے اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔ کچھ علماء مطلق دعا سے جنازے کے بعد کے مخصوص موقع پر استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ جنازہ نماز بذات خود ایک دعا ہے، اس کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا اہتمام والتزام زمانہ رسالت، دور صحابہ، دور تابعین و تبع تابعین میں سے بھی ثابت نہیں ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں بہت سے جنازے پڑھائے اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس طرح آپ علیہ السلام کے نماز جنازہ پڑھانے کا طریقہ کار، اس کی تکبیرات وغیرہ نقل فرمائیں ہیں تو اس میں مروجہ اجتماعی دعا بعد الجنازہ کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔ اگر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کسی ایک جنازے کے بعد بھی دعا مانگنے کا اہتمام فرماتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کثیر تعداد میں سے کچھ صحابی تو اس اجتماعی دعا کا ذکر کرتے، جبکہ اس بارے میں احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ میں کوئی ایک روایت بھی موجود نہیں ہے، اس وجہ سے فقہ حنفی کے مشہور فقیہ اور محدث ملا علی قاری نے

[44] Al Tabrani, Abu Al Qasim Suleman bin Ahmed, Ayub, “Al Muajam al Kabeer”, Miktaba Ibn Temia, Qahira, 1994, Hadith:13613
[45] Ibn Abden, Muhammad bin Umar, “Rad Al Mukhtar Ala al Dur al Mukhtar”, Dar al Ma’rfa Beirut, Lebanon ,vol.2,p.193
[46] Al Quran:2: 186

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

مرقاۃ المفاتیح میں فرمایا ہے کہ "جنازہ کے بعد دعا کرنا نماز جنازہ میں اضافہ کرنے کے مشابہ ہے" لہذا یہ بدعت ہے، جس کو چھوڑنا کرنا ضروری ہے۔[47] اس طرح فقہ کی کتاب محیط البرہانی میں بھی ترک کرنے کا قول ہے۔[48] ردالمختار میں بھی جنازہ کو ہی دعا قرار دیا گیا ہے۔[49]

جنازہ اور قبر پر پھول اور پھولوں کی چادر وغیرہ ڈالنا:

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ قبر پر پر پھول یا پھولوں کی چادر ڈالتے ہیں۔اس رسم کے متعلق علامہ احمد شاکرؒ (1309-1377ھ) فرماتے ہیں:

"عام لوگ عیسائیوں کی تقلید میں اس بے اصل عمل کے کرنے پر بہت زیادہ اصرار کرنے لگے ہیں اور اس بارے میں غلو کا شکار ہو چکے ہیں، خاص طور پر مصر کے علاقے میں، حتیٰ کہ وہ قبروں پر پھول رکھنے لگے ہیں اور ایک دوسرے کو تحفہ دینے لگے ہیں، پھر لوگ ان پھولوں کو اپنے رشتہ داروں کی قبروں پر تحفے کے طور پر اور زندوں سے حسن سلوک کے طور پر رکھنے لگے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ طریقہ علاقائی رسوم ورواج کی طرح ہو گیا ہے۔آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان ملکوں کے سربراہان جب یورپ کے کسی علاقے میں جاتے ہیں تو ان کے سربراہان یا کسی نامعلوم فوجیوں کی قبروں پر جاتے ہیں اور ان پر پھول چڑھاتے ہیں اور بعض تو (پلاسٹک کے) بناوٹی پھول بھی رکھتے ہیں جن میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی۔ وہ لوگ یہ کام فرنگیوں کی تقلید اور پہلی امتوں کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے کرتے ہیں۔ عام لوگوں کی طرح کے علماء بھی ان کو اس بات سے نہیں روکتے بلکہ آپ ان علماء کو دیکھیں گے کہ وہ خود اپنے مرحومین کی قبروں پر ایسا کرتے ہیں۔ یہ بات بھی میرے علم میں آئی ہے کہ اکثر اوقاف جنہیں فلاحی اوقاف کہا جاتا ہے، ان کی آمدنی قبروں پر پھول اور پتیاں چڑھانے کے لیے وقف ہے۔ یہ سارے کام بدعات و خرافات ہیں جن کی کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں۔اہل علم پر ان (چیزوں کا) کارڈ کرنا اور اپنی استطاعت کے مطابق ان رسومات کو ختم کرنا واجب ہے۔"[50]

نماز جنازہ کے فوٹو نکالنا اور شایع کرنے کا رواج:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ میت اور نماز جنازہ کے فوٹو نکالتے ہیں اور ان کو اخبارات میں شایع کرتے ہیں یا سوشل

---

[47] Qari, Mula, Ali bin Sultan Muhammad, “Mirqatul Mafateeh Sharah Mishkatul Al Msabeeh”, Dar Al Fikr, Beirut, Lebanon, vol.3, p.1213

[48] Abu Muali, Burhan Al Din Mahmood bin Sadar Al Sharia, “Al Muheetul Burhani”, Darul Kutub Al Ilmia, Beirut, Lebanon, vol.2, p. 205

[49] Ibn Abden, Muhammad bin Umar, “Rad Al Mukhtar Ala al Dur al Mukhtar”, Dar al Ma’rfa Beirut, Lebanon, v ol.2, p.210

[50] Taleeq Ahmed bin Shakir Ala Tirmzi: vol.1, p.103

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

میڈیا جیسا کہ واٹس اپ، فیس بوک اور یوٹیوب وغیرہ میں وائرل کردیتے ہیں اور ممتاز شخصیات کو نمایاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اگر یہ وہ فوٹو ہے جو چھپ کر کاغذ یا پلاسٹک میں آجاتا ہے تو یہ فوٹو جس طرح شرعی ضرورت کے علاوہ جس طرح ایک زندہ انسان کے لیے حرام ہے اسی طرح میت کے لیے بھی حرام ہے۔اور اگر فوٹو کھینچنا شرعی ضرورت کی بنیاد پر ہو تو فوٹو کھینچ سکتے ہیں۔اگر ایسی کوئی صورت پیش آجاتی ہے جس میں میت کا فوٹو نہ لیا جائے تو کام نہ ہو پائے گا تو ایسی صورت میں فوٹو نکالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[51] لیکن اگر ایسے ہی یادداشت کے لیے شوق سے تصویر لی جارہی ہو تو یہ ناجائز وگناہ ہوگا۔لیکن اگر فوٹو کھینچنے سے مراد موبائل سے فوٹو لینا ہے اور مبائل کے اسکرین ہی تک محدود رہنا ہے تو یہ ناجائز تصویر کے حکم میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ پانی یا آئینہ میں دکھائی دینے والے عکس کی طرح ہوگا۔لہذا جس چیز کا عکس دیکھنا جائز ہے اس چیز کی ویڈیو یا تصویر بنانا اور دیکھنا بھی جائز ہے اور جس چیز کا عکس دیکھنا جائز نہیں اس کی ویڈیو یا تصویر بنانا اور دیکھنا بھی جائز نہیں۔لیکن پھر بھی اس سے بھی بچنا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

تجہیز و تکفین اور تدفین میں تاخیر کرنے کا رواج:

یہاں یہ رسم بھی رائج ہے کہ میت کی تدفین میں تاخیر کی جاتی ہے۔یہاں تک کہ کبھی کبھی تو میت کو دو دو دن تک رکھنے کا رواج ہے۔دوسری طرف یہ

بات کہ میت کو طویل وقت کے لیے کسی دوست یا رشتہ دار کے آخری دیدار کے لئے رکھا جائے یا بیرون ملک مرنے کی صورت میں کئی روز تک لاش مردہ خانے میں رکھی جاتی ہے۔کسی مسلمان کے انتقال کے بعد سنت طریقہ یہ ہے کہ تجہیز و تکفین اور تدفین میں تاخیر اور دیر نہ کی جائے، بلا عذر شرعی یا قانونی مجبوری کے تاخیر اور دیر کرنا، خواہ کسی بھی مقصد کے لیے ہو، مکروہ ہے۔میت کے کسی قریبی رشتہ دار کے انتظار یا میت کا چہرہ دیکھنے کے لیے تدفین میں تاخیر کرنا سنت کے خلاف ہے۔[52]

جوتوں سمیت یا جوتوں کے اوپر قدم رکھ کر نماز جنازہ پڑھنے کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ لوگ جوتوں سمیت نماز جنازہ پڑھتے ہیں یا جوتوں کے اوپر قدم رکھ کر نماز پڑھتے ہیں جب کہ اکثر لوگ ہر حال میں جوتے

اتار کر نماز جنازہ پڑھنا لازم سمجھتے ہیں۔شریعت میں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جوتا پہنا ہوا ہے تو زمین اور جوتے کے اندر

[51] Ibn Nujem, Zain al Den bin Ibrahim bin Muhammad, "Al Ashbah wa Al Nazair Ala Mazhab Abi Hanifat Al Numani", Dar al Kutub al Ilmia Beirut, Lebanon 1999, p.73
[52] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al Nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:1315

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

اور نیچے دونوں دونوں طرف سے

پاک ہوں تو ان کے پہنے ہوئے حالت میں نماز جائز ہے۔ اگر ان کے اوپر قدم رکھ کر پڑھتا ہے تو لازم ہے کہ جوتوں کا اوپر کا حصہ جو پیر سے متصل ہے وہ پاک ہو اگرچہ نیچے کا ناپاک ہو تو نماز ہو جائے گی۔ اگر اوپر کا حصہ بھی ناپاک ہو تو اس پر نماز درست نہیں ہو گی۔[53]

میت کے سینہ اور کفن پر کلمہ،آیات اور عہد نامہ لکھنے یا قبر میں یار کھنے کی رسم:

کچھ جگہوں پر میت کے سینے یا پیشانی پر کفن پر کلمہ طیبہ ، کلمہ شہادت ،آیت الکرسی اور دیگر آیات اور دعائیں سیاہی یا مٹی وغیرہ سے لکھنے کا رواج ہے۔ اس

طرح لکھنا جائز نہیں کیونکہ میت کے پھٹنے سے بے حرمتی ہو گی۔ لیکن اگر سیاہی کے علاوہ صرف انگلی کے اشارے سے کچھ لکھ دیا جائے کہ لکھنے کے نشان ظاہر نہ ہوں اور اس کو ضروری بھی نہ سمجھا جائے تو یہ جائز ہے۔ کچھ لوگ میت کے سینہ پر عہد نامہ یا شجرہ یا سورہ یاسین وغیرہ رکھ دیتے ہیں یا پتھر پر لکھ کر اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیتے ہیں۔ یہ جائز نہیں ہے بلکہ بدعت ہے۔ کیونکہ میت کے گلنے سڑنے سے مقدس تحریر کی بے احترامی اور بے ادبی ہوتی ہے لہذا اس کو چھوڑنا لازم ہے۔ البتہ جس چیز کا ادب شریعت میں اس درجہ کا نہیں اس کا قبر میں رکھنا درست ہے۔

جنازہ ایک جگہ سے دوسرے جگہ منتقل کرنا:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ جب کسی کی اپنے علاقے یا ملک سے باہر فوتگی ہو جائے تو اسے وہیں دفن کرنے کے بجائے اپنے علاقے یا ملک میں پہنچانا اور وہاں پر دفن کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہوائی جہاز تک کے اخراجات برداشت کیے جاتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق مستحب اور بہتر طریقہ یہی ہے کہ انسان کی جہاں وفات ہوئی ہو وہیں اس کو دفن کیا جائے، چاہے اس کی وفات اپنے ملک میں ہوئی ہو یا اپنے ملک سے باہر کسی اور جگہ ،اس میت کو دفن کرنے سے قبل منتقل کرنے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے میل یا دو میل کے فاصلہ ہو تو منتقل کرنا تو بالاتفاق جائز ہے،دو میل سے زیادہ فاصلہ ہو تو منتقل کرنے کو اکثر فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، کچھ فقہاء کرام مطلق جواز کے قائل ہیں۔ مگر افضل منتقل نہ کرنا ہے۔

میت کا صرف چہرہ قبلہ رخ کرنے کا رواج:

---

[53] Ibn Nujem, Zain al Den bin Ibrahim bin Muhammad, "Al Bahr al Raiq Sharah Kanz o Daqaiq", Dar al Kutub al Ilmia Beirut, Lebanon, vol.2, p.315

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

یہاں یہ رواج ہے کہ میت کو قبر میں چت لٹا کر صرف اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میت کو قبر میں دائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹانے کا حکم ہے۔ میت کو قبر کی ایک دیوار سے ٹیک لگا کر اس طرح سیدھی کروٹ رکھنا چاہئے کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔[54] میت کا صرف چہرہ قبلہ کی طرف کرنا اور دائیں کروٹ نہ لٹانا خلافِ سنت اور خلاف افضل ہے۔ اگر کسی وجہ سے کروٹ پر نہ لٹایا جاسکے اور صرف چہرہ قبلہ کی طرف کیا جائے تو اس کا بھی جواز ہے۔

قبر میں میت کے سرہانے قل پڑھے ہوئے مٹی کے ڈھیلے یا کنکریاں رکھنے کی رسم:

یہ رواج بھی عام ہے کہ دفناتے وقت میت وہاں موجود لوگ کنکریوں پر یا مٹی کے ڈھیلوں پر قل یا سورۃ الفاتحہ پڑھ کر قبر میں میت کے ساتھ رکھتے ہیں۔ یہ سب شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ ان چیزوں کا ثبوت قرآن و سنت میں نہیں ہے، ایسا کرنا درست نہیں ہے۔[55] البتہ ان چیزوں کے بغیر سورۃ فاتحہ اور اخلاص پڑھ کر میت کو اس کا ایصال ثواب کرنا میت کے لیے باعث خیر اور اور رفع درجات ہے۔

قبر کو پختہ اور اونچا بنانے کا رواج

یہاں یہ راسم رائج ہے کہ قبروں کو پختہ اور اونچا بنایا جاتا ہے۔ سیمنٹ اور سنگ مرمر کے پتھروں سے خوبصورت ڈزائین کے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بنانے میں فخر بھی کیا جارہا ہے۔ حالانکہ اس حوالے سے قرآن وسنت اور سلف صالحین کی تعلیمات واضح ہیں کہ قبر کو کچا اور ایک بالشت کے برابر زمین سے اونچا اونٹ کے کوہان کی طرح بنانا چاہئے۔ قبر کا مربع شکل میں بنانا مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان اونٹ کے بنائی جائے۔ اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہیے۔[56] مٹی ڈالنے اور اونٹ کی کوہان کی طرح ایک بالشت کا اندازہ بلند کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔ قبر پر گچ کرنا کرنا مکروہ ہے۔[57] آپ ﷺ کی قبر مبارک ایک بالشت

---

[54] Abu Daw'd, Suleman, bin Asha's, "Sunan Abi daw'd", Al Miktabah Al Asria, Beirut, Lebanon, Hadith:2875

[55] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

[56] Ibn Nujem, Zain al Den bin Ibrahim bin Muhammad, "Al Bahr al Raiq Sharah Kanz o Daqaiq", Dar al Kutub al Ilmia Beirut, Lebanon, vol.2, p.194

[57] Ibn Abden, Muhammad bin Umar, "Rad Al Mukhtar Ala al Dur al Mukhtar", Dar al Ma'rfa Beirut, Lebanon, vol.1, p. 601

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

کے قریب زمین سے اونچی تھی۔[58] اس وجہ سے سنت یہی ہے کہ قبر زمین سے زیادہ اونچی نہ ہو بلکہ ایک بالشت کے برابر ہو۔"[59] حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت ابو حنیفہؒ نے خبر دی، وہ حضرت حمادؒ سے وہ ابراہیمؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ قبر بلند رکھو حتیٰ کہ پہچانی جائے کہ یہ قبر ہے اور اسے روندا نہ جائے۔"
حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم اسی بات کو اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ اس میں سے نکلا ہے (مٹی مراد ہے) اس سے زیادہ نہ کیا جائے لیکن ہم اسے چونا کرنا یا لپائی کرنا مکروہ جانتے ہیں اسی طرح اس کے پاس کوئی مسجد یا نشان بنانا یا اس پر لکھنا بھی مکروہ سمجھتے ہیں قبر کے اوپر یا اس کے اندر پکی اینٹیں لگانا بھی مکروہ
جانتے ہیں اور قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔"[60] حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اے علی! کوئی تصویر مٹائے بغیر
نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر برابر کئے بغیر نہ چھوڑنا۔"[61] رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ اور گچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔[62]

قبر کھودنے والے کو اجرک دینے کی رسم:

کچھ علاقوں میں قبر کھودنے والے کو اجرک دینا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ اجرت کے طور پر اگر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر صرف اجرک دینا ہی لازم سمجھا جائے تو یہ رسم درست نہیں ہے۔ لیکن قبر کھودنے والا قبر کھودنے کی اجرت نہ لے تو اس کے لئے بہت بڑا اجر اور ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: "جس آدمی نے میت کو غسل دیا اور اس کے عیوب کی پردہ پوشی کی اس کی چالیس بار مغفرت کی جائے گی، جس شخص نے میت کو کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سندس واستبرق کا لباس پہنائیں گے، اور جس شخص نے میت کے لیے قبر کھودی اس کے لیے قیامت تک ایسا ثواب لکھا جائے گا جیسے اس نے گھر بنا کر اس میں ٹھہرایا ہو۔"[63]

---

[58] Al Behqi, Imam, Abi Bakr, Ahmed Bin al Husain," Al Sunan AlKubra lilBehqi", Miktab Rahmania, Iqra Centre, Ghazni street urdu Bazar Lahore, Hadith:6736
[59] Al Nawavi, Abu Zakaria, Muhuddin Yahya bin Sharaf, "Al Minhaj Sharah Saheeh Al Muslim", Dar Ihyae Al Turas Al Arabim Beirut, Lebanon,1392 A.H, Hadith: 969
[60] Al Shebani, Muhammad bin Hassan, "Kitabul Asar", Mutarjim urdu, Hazarvi, Muhammad Siddique, Miktaba Ala Hazrat Darbar Market,2004, p.134,135
[61] Qusheri, Imam, Muslim bin Al Hajjaj, "Al Saheeh Al Muslim", Hadith:2243
[62] Ibn Majah, Muhammad bin Yazeed, "Al Sunan Ibn Majah", Darul Jail, edition:1, 1998, Hadith:1562
[63] Hakim, Nesapori, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah, "Al Mustadarik Ala Saheehain", Darul Haramain litibaat Al Nashir wa Toazee, 1927, Hadith:1307

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

تدفین کے بعد قبر پر پانی چھڑکنے کی رسم:

یہاں ایک رسم یہ ہے کہ لوگ قبر پر تدفین کے بعد پانی چھڑکاتے ہیں۔اور کہیں ہر جمعہ رات اور جمہ کو پانی چھڑکا یا جاتا ہے۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اس خیال سے قبر پر پانی چھڑکنا کہ قبر کی مٹی دب جائے اور قبر کی حفاظت رہے جائز ہے اور مستحب عمل ہے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ عمل ثابت ہے۔[64] بعد میں اگر قبر کی مٹی منتشر ہو گئی ہو تو قبر کو ٹھیک کر کے پانی چھڑکھنے میں کوئی حرج نہیں۔اور اگر ہر جمعرات اور جمعہ کو پانی چھڑکنے کا

اہتمام کیا جائے تو یہ عمل درست نہیں ہو گا۔

تدفین کے بعد اجتماعی دعا کرنے کی رسم:

ضلع خیر پور میرس میں ایک رواج جو ہر جگہ عام ہے وہ یہ ہے کہ تدفین کے بعد وہاں موجود لوگوں سے تین قل پڑھوا کر امام یا کسی حافظ سے اجتماعی دعا کرواتے ہیں تاکہ میت کے روح کو فائدہ پہنچے۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے تدفین کے بعد میت کی بخشش اور درجات کی بلندی کے لئے ایصال

ثواب کے طور پر قبر کے پاس کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اجتماعی دعا کرنا ثابت ہے اس لئے یہ مسنون عمل ہے۔سیدنا حضرت عثمانؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی میت کے دفن سے فارغ ہو جاتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے بخشش کی دعا کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال شروع کیا جائے گا۔[65]

تدفین کے بعد قبر پر آذان دینے کی رسم:

ایک رسم یہ بھی ہے کہ میت کو دفنانے کے بعد اس کے قبر کے پاس کھڑے ہو کر اذان دیتے ہیں اور یہ لوگ قبر پر اذان دینے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب منکر نکیر میت سے سوال کرنے آئیں گے تو اس وقت شیطان بھی وہاں پہنچ جاتا ہے اور میت کو جواب دینے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتا

ہے، جب ہم اذان دیں گے تو اذان سے شیطان بھاگتا ہے اس لئے ہم اس میت کے پاس سے شیطان کو بھگاتے ہیں۔ قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی تعلیمات کی روشنی میں میت کو دفن کرنے کے بعد قبر اذان دینا

[64] Al Behqi, Imam, Abi Bakr, Ahmed Bin al Husain," Al Sunan AlKubra lilBehqi", Miktab Rahmania, Iqra Centre,Ghazni street urdu Bazar Lahore, Hadith:6743

[65] Al Behqi, Imam, Abi Bakr, Ahmed Bin al Husain," Al Sunan AlKubra lilBehqi", Miktab Rahmania, Iqra Centre,Ghazni street urdu Bazar Lahore, Hadith:6856

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

قرآن اور سنت سے ثابت نہیں ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ، عہدِ خلفائے راشدین اور عہدِ تابعین میں ہزاروں افراد نے وفات پائی، مگر کسی کی قبر پر اذان نہیں دی گئی۔ فتاوی شامی میں اس کو بدعت کہا گیا ہے۔[66] اس طرح فقہ کی مشہور کتاب درالبحار میں بھی اس کو بدعت کہا گیا ہے۔[67]

کاندھپو کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ دفن سے واپس آنے والوں، گائوں والوں اور دور دراز سے جنازے کے لئے آنے والوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ کچھ دیہات میں یہ رواج ہے کہ میت کے گھر میں اگر کوئی پالتو جانور ہو تو میت کے ورثاء سے اجازت کے بغیر ہی اس میں سے اچھا اور صحتمند تازہ جانور منتخب کر کے کاندھپو میں ذبح کرتے ہیں اور کچھ علاقوں میں رواج ہے کہ میت کا اگر داماد ہے تو اس پر لازم سمجھا جاتا ہے کہ کاندھپو کا سارا خرچہ اٹھائے اور اگر داماد نہ ہو تو خاندان کے لوگ اس کا خرچہ اٹھاتے ہیں لیکن کرتے ضرور ہیں۔ ہمارے ہاں میت کے رشتہ داروں اور خاندان والوں کی یہ اخلاقی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے کہ وہ اس موقع پر میت کے گھر والوں اور دور دراز سے آنے والے تمام لوگوں کے لیے کھانے کا اہتمام اور انتظام کریں۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کھانے کو وہ تمام لوگ کھا سکتے ہیں جو دور سے آئے ہیں۔ البتہ چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ کسی قسم کی شرعی رسم نہیں، بلکہ ایک معاشرتی اور اخلاقی نوعیت کی رسم ہے۔ دوسری بات یہ کہ میت کے گھر والوں کے علاوہ اس کھانے میں صرف انہی لوگوں کو شریک ہونا چاہیے جو دور دراز سے آئے ہوں۔ زیادہ لوگ ہوں گے تو اس کا اہتمام میت کے رشتہ داروں کے لیے تکلیف اور زحمت کا باعث ہوگا۔ اس لیے نزدیک رہنے والے لوگوں کو اپنے گھر واپس جا کر اپنے گھر سے ہی کھانا کھانا چاہیے۔ تیسری بات یہ کہ اکثر اوقات اس کھانے کو میت کے سسرالی رشتیداروں کی ایک لازمی ذمہ داری بنا دیا جاتا ہے۔ اور کھانے کا انتظام نہ کرنے پر ان کو ملامت کی جاتی ہے۔ یہ رویہ بھی درست نہیں ہے۔ لیکن سسرال والوں پر یا داماد پر اس کا بوجھ ڈالنا مناسب ہی نہیں بلکہ غیر اخلاقی بھی ہے۔ چوتھی بات میت کے گھر سے بغیر ورثاء کی اجازت کے کوئی جانور ذبح کرنا شرعی طور پر ناجائز ہے۔ اور اگر سب ورثاء بالغ ہوں اور خوشی سے اجازت بھی دیں تب بھی اخلاقی طور پر میت کے گھر سے کھانے کا انتظام کرنا مکروہ ہے۔

---

[66] Ibn Abden, Muhammad bin Umar, "Rad Al Mukhtar Ala al Dur al Mukhtar", Dar al Ma'rfa Beirut, Lebanon, p.235

[67] Ibn Abden, Muhammad bin Umar, "Rad Al Mukhtar Ala al Dur al Mukhtar", Dar al Ma'rfa Berut, Lebanon, vol.1, p.609

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

تین دن تک تعزیت کے لئے ایک جگہ اجتماع کا رواج:

یہاں ایک رسم جو ہر جگہ عام ہے وہ یہ ہے کہ تدفین کے بعد برادری کے تمام لوگ ایک مخصوص جگہ پر جمع ہوتے ہیں جو تعزیت کے لئے خاص کی جاتی ہے اور وہاں بیٹھتے ہیں۔ تعزیت کیلئے ایک جگہ جمع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہل میت کسی جگہ پر اکٹھے ہو کر جمع ہو جائیں، اور جس نے تعزیت کیلئے آنا ہو وہ اسی جگہ پر پہنچ جائے، چاہے جمع ہونے کی جگہ اہل میت کے گھر میں ہو یا کسی رشتیدار کے گھر کو خالی کروایا جاتا ہے یا مخصوص اوطاقوں میں یا ایسے مواقع کیلئے تیار شدہ شامیانہ لگا کر جگہ تیار کی جائے۔ پہلے مولوی صاحب تین قل پڑھوا کر اجتماعی دعا کراتا ہے اس کے بعد سب لوگ تعزیت کرتے ہیں اکثر جگہوں پر تعزیت کی مسنون الفاظ کے بجائے ''حکم دھنی جو'' کے سندھی الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے بلند آواز سے کہتا ہے ''حکم دھنی جو'' جس کا مطلب ہے ''جو مالک کا حکم'' اس کے بعد کاندھے کا کھانا سب کو کھلا یا جاتا ہے۔ تعزیت کا یہ سلسلہ تین دن تک جاری رہتا ہے۔ میت کے پس ماندگان اور ورثاء سے اظہار ہمدردی کے طور پر مرنے کے تین دن تک رشتہ دار، دوست واحباب میت کے سوگوار خاندان والوں کے ساتھ تعزیت کے لئے مخصوص کی گئی جگہ پر بیٹھ کر میت کی ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور تین قل پڑھوا کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں اور بعد میں میت کے پس ماندگان سے مختلف قسم کے تعزیت کے الفاظ بھی کہے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی کسی مجبوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تو اس سے ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ تعزیت کیلئے اکٹھے ہونا، اور بیٹھنا جائز ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تعزیت کی مجلس میں کوئی اور گناہ یا بدعت کے کام نہ کیا جائے، اور اس مجلس میں میت کے غم کو بار بار دہرایا نہ جائے، اور اہل میت کیلئے اس میں کسی قسم کا کوئی بوجھ اور مشقت بھی نہ ہو۔ کچھ فقہاء کرام کے ہاں تعزیت کیلئے تین دن تک بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہاں کوئی ممنوع کام نہ کیا جائے۔[68] شیخ ابن باز کے ہاں ایسے شخص کے بارے میں، میں کوئی حرج نہیں ہے جس شخص کا کوئی قریبی رشتہ دار یا بیوی وغیرہ فوت ہو جائے، کہ وہ اپنے گھر ایک مناسب وقت میں تعزیت کا ٹائم دے کر تعزیت کرنے والوں کو ملے، کیونکہ تعزیت کرنا سنت ہے، اور تعزیت کرنے کیلئے آنیوالوں کو ملنا اس سنت کو ادا کرنے کیلئے مدد گار ثابت ہوتا ہے، اور اگر تعزیت کرنے والوں کیلئے قہوہ، چائے، یا خوشبو لگا کر مختصر سی

[68] Ibn Nujem, Zain al Den bin Ibrahim bin Muhammad, “Al Bahr al Raiq Sharah Kanz o Daqaiq”, Dar al Kutub al Ilmia Beirut, Lebanon 1997, vol.2, p.207

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

مہمان نوازی کی جائے تو یہ بھی اچھا (عمل) ہے۔[69] شیخ محمد مختار شنقیطی ایک اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سلف اس کام سے روکتے تھے، امام مالکؒ اس بارے میں سختی کیساتھ روکتے اور منع کرتے تھے، چنانچہ سلف صالحین کا عمل اسی پر تھا، لیکن کچھ متأخرین فقہاء کرام اور اہل علم نے یہ فتوی دیا ہے کہ آج کل ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے (زمانے میں)لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہوتی تھی، اس لئے میت کے تمام اہل خانہ کو ایک ہی مسجد میں ملنا آسان ہوتا ہوتا تھا، انہیں آپ کہیں بھی راستے میں آتے جاتے بھی مل سکتے تھے، لوگ اتنے کم تھے کہ مصروف ترین راستے میں بھی آپ ان سے مل کر تعزیت کر سکتے تھے، تعزیت کا معاملہ (پہلے زمانے میں) بڑا ہی آسان تھا، بلکہ کوئی بھی فوت ہوتا تو سب لوگوں کو پتہ چل جاتا تھا اور تمام لوگ اس کے جنازے اور تدفین کے رسومات میں شریک ہوتے تھے، اس طرح سے تعزیت کرنا اُس وقت مشکل نہیں ہوتا تھا۔ لیکن آج کل آبادی (زیادہ ہو گئی ہے اور) بہت پھیل چکی ہے، اور آپ کیلئے میت کے ہر رشتہ دار کے گھر میں جا کر ملنا اور ہر ایک وارث سے الگ الگ تعزیت کرنا انتہائی دشوار ہے، اس کے لئے کتنی مشقت برداشت کرنی پڑے گی یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔اس لئے اگر تمام رشتہ دار کسی ایک گھر میں جمع ہو جائیں، تو لوگوں کیلئے اس میں بہت سہولت ہو گی، جس سے تعزیت کے تمام مقاصد بھی حاصل ہو جائیں گے کہ سب کو دلاسہ مل سکے گا۔ اس وجہ سے متأخرین اہل علم نے یہ فتوی دیا ہے کہ تعزیت کیلئے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اسے نوحہ میں شمار نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ شرعی عمل تصور ہو گا، کیونکہ اس کی آج کل کے دور میں ضرورت ہے۔[70] باقی رہا تین قل پڑھوا کر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کے ساتھ تعزیت کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ تو اس سلسلے میں تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تعزیت کرنے والا میت کے لواحقین سے تعزیت (تسلی) کے مسنون الفاظ یا اس مفہوم کے الفاظ اپنی بان میں کہے جا سکتے ہیں۔ باقی تین قل پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت کے خلاف ہے۔ تعزیت کے مسنون الفاظ یہ ہیں:

ا۔إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَه مَا أَعْطٰى ، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَه بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصبِر ولتَحتَسِب[71]

[69] Ibn Baz, Abdul Aziz bin Abdullah bin Abdul Rahman bin Baz, "Majmu Fatawa, Idaratul Buhus Al Ilmia wal Ifta Al Saudia, vol.13, p.373
[70] Al Esemen, Muhammad Bin Salih, "Silsilah Durus Sharah Al Zad", Dar Ibn Jozi linashr wal Toazee, Damam, Saudi Arabia, vol.16, p.86
[71] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail, "Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H,Hadith:7377

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

"بے شک اللہ ہی کا تھا، جو اس نے لے لیا، اور اللہ ہی کا ہے، جو اس نے عطا فرمایا، اور اس کے نزدیک ہر شخص کا ایک وقت مقرر ہے، لہذا تمہیں چاہیے کہ صبر کرو اور ثواب حاصل کرو۔"

۲۔ 'أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَائَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ' [72]

ان الفاظ کی جگہ پر ان الفاظ کا ترجمہ اور مفہوم کہہ دینا بھی کافی ہے یا ان سب کو جمع کرنا بھی درست ہے۔

تیسرے دن سوئم پر دعا سے پہلے دستار باندھنے کی رسم:

یہ رسم بھی عام ہے کہ وفات کے تیسرے دن سوئم پر ایصال ثواب کے لئے اجتماعی دعا سے پہلے اکثر میت کے بڑے بیٹے کی دستار بندی کی تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ یا کہیں یہ رواج ہے کہ بڑی خیرات کرنے پر بڑے بیٹے کی دستار کروائی جاتی ہے۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کی روشنی میں والد کی وفات کے بعد بڑے بیٹے کی دستار بندی ثابت نہیں ہے اس وجہ سے اس رسم کو شرعی حکم سمجھنا، یا اس کو ضروری اور لازم سمجھ کر اس پر عمل کرنا، اور نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع اور ملامت کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اس میں یہ سب خرابیاں نہ کی جائیں، بلکہ یہ سب کے باہمی رضامندی سے صرف اس مقصد کے لیے بڑے بیٹے کو دستار پہنائی جائے کہ والد کی وفات کے بعد گھر کا انتظامی سربراہ بڑا بیٹا ہے تو اس صورت میں یہ ایک انتظامی معاملہ ہے، جو ناجائز نہیں ہے، اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ والد کا جانشین یہ ہے۔

میت کے گھر کھانا بھیجنے کا رواج:

یہاں یہ رواج بھی عام ہے کہ میت کے گھر والوں کو اپنے رشتیدار تین دن تک ہر گھر سے کچھ کھانا جو گھر میں پکتا ہے وہ بھیجا جاتا ہے، اور کچھ علاقوں میں

ایک وقت کا کھانا پہنچانے کا رواج ہے۔ اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ جس گھر میں فوتگی ہو جائے ان کے پڑوسیوں اور رشتے داروں کے لیے مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے کہ اہل میت کے لیے اس دن (دو وقت) کے کھانے کا انتظام کریں اور خود ساتھ بیٹھ کر، اصرار کے ساتھ ان کو کھلائیں، اور ضرورت ہو تو تین دن تک کھانا کھلانا بھی جائز ہے۔ [73]

لیکن یہ کھانا صرف اہل میت کے لیے ہے، نہ کہ تمام برادری اور تمام رشتیداروں کو کھلایا جائے۔ کیوں کہ تعزیت

---

[72] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H,Hadith:vol.2,p.80

[73] Abu Daw'd, Suleman, bin Asha's, "Sunan Abi daw'd", Al Miktabah Al Asria, Beirut, Lebanon, Hadith:3132

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

کرنے والوں کو اپنے اپنے گھروں کو واپس جانا چاہیے، میت کے گھر رہائش اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ احادیث میں اس کو نوحہ میں شمار کیا گیا ہے۔[74] فقہاء کرام نے تعزیت کے موقع پر کھانے کی دعوت کو مکروہ اور قبیح بدعت قرار دیا ہے۔[75] البتہ جو رشتیدار مسافر ہوں یا بہت دور سے آئے ہوں، اور ان کے لیے کھانے کا باہر کوئی انتظام نہ ہو سکتا ہو اور پڑوس والوں اور برادری والوں کی طرف سے بھی کھانے کا انتظام نہ کیا جائے تو ان کے لیے میت کے گھر سے کھانا کھانے کی اجازت ہو گی اس شرط پر کہ یہ کھانا میت کے ترکہ میں سے نہ بنایا گیا ہو۔ خاص طور پر جب کہ ورثاء میں نابالغ بھی ہوں، اور یہ کھانا قرآن خوانی وغیرہ کی اجرت و معاوضے کے طور پر نہ دیا گیا ہو۔

میت کے کپڑے، جوڑے اور اس کے استعمال کی چیزیں خیرات کرنے کی رسم:

یہاں ایک رسم یہ ہے کہ میت کے زیر استعمال چیزوں کو خیرات کر دیتے ہیں، حالانکہ ورثاء میں نابالغ بھی ہوتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ مرنے والے کے سارے کپڑے اور ہر چھوٹی بڑی چیز اس کا ترکہ ہے جو شریعت کے مطابق تقسیم کرنا ضروری ہے اس سے پہلے کوئی چیز خیرات نہ کی جائے، البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور سب دل کی خوشی سے مل کر خیرات کریں تو یہ جائز ہے۔ مگر اسے واجب یا ضروری سمجھنا پھر بھی بدعت ہے۔ قرآن کریم یتیموں کے مال کھانے والوں کو جہنم کے آگ کی وعید سنائی ہے۔ [76]

میت کے گھر خواتین کا اجتماع کرنے کی رسم:

ایک رسم یہ رائج ہے کہ میت کے گھر میں عورتیں کئی بار جمع ہوتی ہیں۔ حالانکہ ایک بار تعزیت کر لینے کے بعد دوبارہ اس گھر میں جانا صحیح نہیں

ہے۔ ظاہری طور پر تو وہ خواتین صبر و تسلی دینے کے بجائے وہاں بیٹھ کر اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہو جاتی ہیں اور گھر والوں پر بوجھ بن جاتی ہیں بہت سے ہمارے متاخرین فقہاء کرام کے نزدیک تعزیت کی نیت سے میت کے گھر جمع ہونا مکروہ ہے بلکہ تدفین سے فراغت کے بعد منتشر ہو جائیں اور اپنے کاموں میں مصروف ہو جائیں اور میت کے ورثاء بھی اپنے ضروری کام میں لگ جائیں۔[77]

---

[74] Ibn Majah, Muhammad bin Yazeed, "Al Sunan Ibn Majah", Darul Jail, edition:1, 1998, Hadith:1612
[75] Ibn Ameer Al Haj Malki, "Al Madkhal", Miktaba Dar Ahya al Turas al Arabi, Beirut, vol.2, p.75
[76] Al Quran: 3:10
[77] Shurunbilali, Hassan Bin Ammar bin Ali, "Maraqi Al Falah Bi Imdadul Fatah Sharah noorul Ezah wa Najjat Al Arwah", Darul Kutub Al Ilmia, Beirut, Lebanon, p.223

سوگ کے تین دن تک میت کے گھر میں چار پائیاں الٹی کر کے رکھ فرش پر سونے کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے جس پر اکثر مقامات پر لازمی عمل کیا جاتا ہے اور ایسانہ کرنے والے کو ملامت کی جاتی ہے۔ شریعت میں تین دن تک غم اور سوگ کی اجازت ہے لیکن اس میں چار پائی کو الٹا کر نیچے سونے کا رواج درست نہیں۔قرآن و سنت اور صحابہ کرام و تابعین اور تبع تابعین اور سلف صالحین کے طریقے کے خلاف ہے۔اس طرح سوگ منانا کسی سے بھی ثابت نہیں ہے۔[78]

قبر پر اگربتیاں، موم بتیاں اور چراغ جلانے کی رسم:

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ لوگ میت کی وفات کے بعد اس کی قبر پر اگربتیاں، موم بتیاں اور چراغ جلاتے ہیں۔ یہ عمل جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کو مسجد بنا لینے (یعنی قبروں پر سجدہ کرنے والوں) پر اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر
لعنت فرمائی ہے۔[79]اور فقہ کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری میں اس رسم کو بدعت کہا گیا ہے۔[80]

قبر پر اجرک رکھنے کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ وہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اجرک ڈالتے ہیں۔اس رسم کا شرعی حکم یہ ہے کہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔ یہ افعال محض جہالت کی وجہ سے معاشرے میں رائج ہو چکے ہیں، انکو چھوڑنا ضروری ہے۔[81]

قبر پر کلمہ لکھوانے کی رسم:

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ کچھ لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کلمہ لکھواتے ہیں۔اس رسم کا شرعی حکم یہ کہ قبر پر یا قبر کے اندر دیواروں پر کلمہ طیبہ لکھنا شریعت سے ثابت نہیں ہے۔[82]اگر کوئی بغیر سیاہی کے انگلی کے اشارے سے

---

[78] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H,Hadith:2697

[79] Abu Daw'd, Suleman, bin Asha's, "Sunan Abi daw'd", Al Miktabah Al Asria, Beirut, Lebanon, Hadith:3236

[80] Fatawa Alamgeri, Darul Fikr, vol.5, p.351

[81] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

[82] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

اس طرح لکھے کہ قبر کے باہر سے یا اس کی دیوار یا سلیب پر حروف کا نشان نہ ہو تو اس میں حرج نہیں ہے۔[83] لیکن اگر حروف کے نشانات بھی ظاہر ہوں تو یہ درست نہیں ہے، اس میں کلمہ کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے، اگر اس طرح لکھ دیا جائے تو اسے مٹانا جائز ہے۔[84]

خواتین کا قبرستان جانا:

یہاں ایک رسم یہ ہے کہ تعزیت کے تین دن گذرنے کے بعد اور ساتویں دن یا آٹھویں دن خواتین اپنی رشتیداروں اور برادری کی عورتوں کو بلا کر اجتماعی طور پر قبرستان جاتی ہیں اور اس رسم کو سندھی زبان میں ''روح رلائن'' کہتی ہیں۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ چونکہ عورتوں میں فطری طور پر صبر اور تحمل مردوں کی نسبت کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے عموما ان میں جزع و فزع کرنا اور آواز سے رونا دھونا پایا جاتا ہے، اور قبرستان جانے میں فتنوں کا خدشہ ہے جیسے بدعات، جوان یا بے پردہ عورتوں کے جانے کی وجہ سے مردوں کا فتنہ میں مبتلا ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا ان مفاسد کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کے لیے قبرستان جانا جائز قرار نہیں دیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان لوگوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور وہاں چراغ رکھیں۔[85] اس لیے خواتین کو گھر ہی سے ایصالِ ثواب کرنا چاہیے، تاہم اگر بوڑھی خواتین عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے قبرستان جائیں تو مذکورہ بالا مفاسد سے بچتے ہوئے ان کے لئے وہاں جانے کی گنجائش ہے۔[86]

تیجا، ساتواں، چالیسواں اور بارہواں (برسی) کی رسم:

مل کر قرآن خوانی کرتے ہیں اور کھانے کی دعوت میں شریک ہونے کے لئے اعلان کرواتے ہیں۔کچھ جگہوں میں تیجا کا کھانا میت کے لواحقین اور ورثاء

کی طرف سے کیا جاتا ہے۔اس طرح سات جمعرات تک مسلسل ہر جمعرات کی رات ختم القرآن کرواتے ہیں اور قرآن کا ختم نکالنے والوں کو بلا کر مختلف قسم کے بعام کھلائے جاتے ہیں۔اور اس طرح چالیسواں پھر بڑی خیرات اور جب

---

[83] Al Haskafi, Al Hanfi, Muhammad bin Ali, "Al Dur al Mukhtar Sharh Tanweer al Absar wa jame albihar", darul kutub al ilmi, Beirut,2002, vol.2, p.246

[84] Al Haskafi, Al Hanfi, Muhammad bin Ali, "Al Dur al Mukhtar Sharh Tanweer al Absar wa jame albihar", darul kutub al ilmi, Beirut,2002, vol.2, p.246

[85] Tirmizi, Muhammad bin Esa, "Sunan al tirmizi", Darul Gharb Al Islami, Beirut, Lebanon, , vol. 1, p. 422

[86] Ibn Nujem, Zain al Den bin Ibrahim bin Muhammad, "Al Bahr al Raiq Sharah Kanz o Daqaiq", Dar al Kitab Al Islami Beirut, Lebanon, vol.2, p.210

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

سال پورا ہو جائے اور وفات کا دن لوٹ آئے تو پھر بارہواں (برسی) کی رسم کے نام پر دھوم دھام سے بڑی دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ تمام رسومات ایصال ثواب کے نام پر کی جاتی ہیں۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق کسی میّت کے ایصالِ ثواب کے لیے تیجا، چالیسواں، بارہواں (برسی) یا کوئی بھی وقت، دن یا کیفیت کا مخصوص کرنا قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے سے ثابت نہیں ہے۔ اجرت کے عوض تلاوتِ قرآن پاک کروانا یہ سب ناجائز ہیں، میت کے لیے ایصالِ ثواب تو ہر وقت، ہر موقعہ پر کرنا جائز ہے۔[87] اور میت کو صحیح طریقے سے ایصال ثواب کرنے کا فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ اس لیے گھر کے افراد اعلان و دعوت کے بغیر اپنی خوشی سے کچھ پڑھ لیں، دن وغیرہ کو مخصوص نہ کریں اور قرآن پڑھنے کے عوض اجرت کا لین دین نہ ہو تو اس کی اجازت ہے۔

چالیس دن تک روٹی ایک ہی عورت سے پکوا کر خیرات کرنے کی رسم:

یہاں کچھ دیہات میں یہ رسم ہے کہ وہاں جب فوتگی ہو جاتی ہے تو اس دن سے چالیس دن تک میت کے گھر سے ایک عورت کو مقرر کیا جاتا ہے اور وہ

چالیس دن تک روٹی پکا کر ایصال ثواب کے لئے مسجد کے مولوی صاحب کو یا کسی غریب کو دیتے ہیں۔ اور اس بات پر اصرار کیا جاتا ہے مقرر کردہ عورت کے علاوہ کوئی دوسرے عورت یہ روٹی نہ پکائے ورنہ چالیس دن تک روٹی پکا کر ایصال ثواب کرنے والا عمل ٹوٹ جائے گا۔ اور اس کو دوبارہ

شروع کیا جائے گا۔ شرعی لحاظ سے اپنی طرف سے قیودات شامل کرنا درست نہیں ہیں کہ مخصوص طریقے سے مخصوص ایام میں ہی ایصال ثواب

کیا جائے گا اس طرح کرنے سے وہ عمل شرعی اصولوں کی روشنی میں غیر شرعی اور بدعت بن جاتا ہے۔[88]

بڑی خیرات کرنے تک گھر میں شادی کی تقریب موخر کرنے کی رسم:

یہاں ایک رسم ہے کہ جس گھر میں فوتگی ہو جاتی ہے اس گھر میں شادی کی تقریب جس کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی اس تقریب کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اس وقت تک شادی کی یہ تقریب موخر رہتی ہے جب تک کہ بڑی خیرات نہ کر دی جائے۔ شریعت اسلامیہ نے فوتگی پر تین دن تک سوگ منانے کی اجازت دی ہے، تین دن تک سوگ منانا اور

---

[87] Ibn Abden, Muhammad bin Umar, "Rad Al Mukhtar Ala al Dur al Mukhtar", Dar al Ma'rfa Beirut, Lebanon, vol.2, p.24

[88] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

تعزیت کرنا صرف جائز ہے، واجب اور ضروری نہیں ہے۔[89] لہذا فوتگی والے دن یا اس سے کچھ ہی دن بعد شادی کرنا شرعی طور پر جائز ہے۔ البتہ میت کے گھر والوں کے غم اور صدمے کا لحاظ رکھتے ہوئے نکاح کے موقع پر زیادہ شور شرابہ نہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ سادگی کے ساتھ نکاح کی تقریب منعقد کی جائے، بغیر کسی شرعی عذر کے نکاح کو مؤخر نہ کیا جائے۔

ہر نئے چاند پر ختم القرآن دلانے کی رسم:

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ ہر نئے چاند پر میت کو ختم القرآن سے ایصال ثواب کرواتے ہیں اور قرآن کا ختم پڑھنے والوں کی دعوت کی جاتی ہے یا ان کو پیسے
دیے جاتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں ایصال ثواب کے لئے کوئی خاص متعین طریقہ مخصوص ایام میں کرنے کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ بلا تخصیص کوئی بھی فرد بلا معاوضہ کے قرآن پڑھ کر یا کوئی صدقہ و خیرات کرکے میت کو ایصال ثواب کر سکتا ہے۔ یہ رسم ان قیودات کی وجہ سے شرعی اصولوں کی روشنی میں درست نہیں اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔[90]

قبر پر تین دن تک قرآن خوانی کرانے کی رسم:

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ کسی حافظ کو یا جو ناظرہ قرآن پڑھنا جانتا ہے اس کو اجرت پر رکھتے ہیں اور وہ تین دن تک یا کہیں چالیس دن تک روزانہ قبر پر جاکر قرآن خوانی کرتا ہے۔ اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ قرآن حکیم پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب کرنا جائز اور درست ہے۔ احادیث کے ذخیرہ میں ایسی کتنی روایات موجود ہیں جن سے میت تک اعمال خیر کا ثواب پہنچنا اور پہنچانا ثابت ہوتا ہے۔ نیک اعمال میں قرآن مجید کی تلاوت بھی شامل ہے۔[91] میت کو ایصال ثواب کرنے کے لیے قریبی رشتیداروں کی طرف سے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے۔ لیکن مروجہ طریقے پر اجتماعی طور قرآن خوانی کرنا، جس میں کھانے پینے کا التزام بھی کیا جائے اور قرآن پڑھنے والوں کو پیسے بھی دیے جائیں، اس طرح کی قرآن خوانی ناجائز اور ممنوع ہے، شریعت میں ایصال ثواب کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں کیا گیا۔[92] بلکہ جو شخص جس

---

[89] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:128
[90] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[91] Asqalani, Ibn Hajar, Ahmed Bin Ali Bin Ali Bin Hajar, "Fatah Al Bari Sharah Jame Sahee Al Bukhari", Darul Maarif,1379 A.H, Under Hadith: 8854
[92] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

وقت جس دن چاہے، خالص اللہ کی رضا کی خاطر کوئی بھی نفلی عبادت کر کے اُس کا ثواب میت کو ایصال ثواب کے طور پر بخش سکتا ہے۔

اجرت پر قرآن خوانی کروانے کی رسم:

یہاں ایک رواج ہے کہ میت کی تدفین کے بعد اجرت پر قرآن خوانی کروائی جاتی ہے۔اس قرآن خوانی کا شرعی حکم یہ ہے کہ کسی قبر کے پاس اجرت کے بغیر قرآن مجید کی تلاوت کرنا میت کے انس یا ایصال ثواب کے لئے جائز ہے۔اس میں ناظرہ اور حفظ کی کوئی قید نہیں ہے یعنی دونوں طرح سے جائز ہے۔تاہم میت کو ثواب پہنچانے کے لیے قبر کے پاس یا کسی اور جگہ پر پیسے لے کر تلاوت کرنا حرام ہے۔پڑھنے والا اور پڑھوانے والا دونوں گناہگار ہوں گے۔اور اس اجرت کا واپس کرنا بھی ضروری ہے۔کوئی بھی ایصالِ ثواب اس وقت اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبول ہو سکتا ہے جب وہ خلوص دل کے ساتھ ہو کہ صرف اللہ تعالی کی رضا کے لیے کیا جائے،اس میں کسی قسم کی ریاکاری اور نام ونمود کا ادنی سا بھی جذبہ موجود نہ ہو۔اور ایصالِ ثواب شرعی تعلیمات کے مطابق کیا جائے،اس کے لیے اپنی طرف سے بنائے ہوئے طریقے اختیار نہ کیے جائیں۔کیوں کہ جب ایصالِ ثواب شریعت کا عمل ہے تو اس کے لیے طریقہ بھی شریعت والا ہی اختیار کرنا پڑے گا۔عام طور پر مروجہ اجتماعی قرآن خوانی جیسی رسومات میں ریاکاری اور نام ونمود کا عنصر بھی موجود ہوتا ہے۔ظاہری بات ہے کہ ایسے میں یہ عمل تو قبول نہیں ہو سکتا اور اس کا ثواب پھر میت کو کیسے پہنچ سکے گا؟ ایسی مروجہ قرآن خوانی کا رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہاء کرام سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔حالانکہ ایصالِ ثواب کی ضرورت تو اس وقت بھی تھی، لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے ایصالِ ثواب کے لیے مروجہ اجتماعی قرآن خوانی کی رسم کو اختیار نہیں کیا،اس لیے دورِ حاضر میں بھی اس رسم کو ایصالِ ثواب کے نام پر اختیار نہیں کیا جا سکتا۔[93]

''متھادھوء'' کی رسم

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ فوتگی کے تیسرے دن اہل میت اور ان کے ساتھ سوگ میں بیٹھنے والے رشتیدار غسل کرتے ہیں اور غسل کا پورا سامان (صابن، شیمپو، تیل وغیرہ) ان کے ننھیال یعنی ماموں یا خاندان والے یا رشتیدار فراہم کرتے ہیں اور یہ ان پر لازم سمجھا جاتا ہے۔اس رسم کو سندھی زبان میں ''متھادھوء'' کہا جاتا ہے۔چونکہ سوگ کے تین دنوں میں غسل کرنے کو اکثر جگہوں پر معیوب سمجھا جاتا ہے اس لئے تیسرے دن دعا کے بعد یہ رسم ادا کی

---

[93] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

جاتی ہے۔اس رسم کا شرعی حکم یہ ہے کہ مردوں کے لیے سوگ کرنے کا کوئی تصور نہیں۔ سوگ صرف اور صرف خواتین کے لیے ہے۔ خاوند کے علاوہ عام رشتہ داروں کی وفات پر خواتین کے لیے تین دن تک سوگ مباح اور جائز ہے۔البتہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ (عدت) فرض ہے۔[94] سوگ کے دنوں میں بھی عورت غسل کرتی سکتی ہے۔ تو مرد حضرات جو تین دن تک ان کو غم منانے کی اجازت ہے اس میں غسل کسی کو بھی منع نہیں تھا۔ان دنوں میں غسل کو معیوب سمجھنا شرعی طور پر درست نہیں ہے۔اور یہ قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے خلاف ہے۔ لہذا اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔[95]

میت کے گھر والوں کا فوتگی کے بعد پہلی عید نہ منانے کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ جب کسی کے گھر میں فوتگی ہو جاتی ہے تو اس کے بعد اس سال جو پہلی عید آتی ہے میت کے اہل خانہ وہ عید نہیں مناتے، اچھے کپڑے نہیں پہنتے، اچھے کھانے نہیں پکاتے، خواتین زیب وزینت سے احتراز کرتیں ہیں، وہ کسی رشتیدار کے گھر نہیں جاتیں۔ قریبی رشتہ داریا
تعلق دار اپنے گھر سے ان کے لئے کھانا وغیرہ لے کر جاتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق یہ رسم درست اور جائز نہیں ہے۔ کیونکہ
قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقے کے خلاف ہے۔ لہذا اس غیر شرعی رسم کو چھوڑنا ضروری ہے۔[96]

چالیس دن یا اڑھائی چاند عورت کا شوہر میت کی عدت میں بٹھانے کی رسم:

یہاں کے کچھ دیہات میں یہ رسم رائج ہے کہ جس کا شوہر فوت ہو جائے تو کہیں چالیس دن اور کہیں صرف "اڑھائی چاند" یعنی صرف ڈھائی مہینے بیوہ عدت میں بیٹھتی ہے اس کے بعد وہ عدت سے نکل جاتی ہے۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کی روشنی میں طلاق والی عورت اگر شادی شدہ ہو اور نکاح کے بعد زوجین کے درمیان خلوتِ صحیحہ یا ہمبستری ہو گئی ہو تو اس عورت کو اگر حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہو گی، اور اس کا دورانیہ عورتوں کی عادت کے مختلف ہونے کی وجہ سے کم یا زیادہ ہو سکتا ہے، اور جس عورت کو کم عمری یا عمر کی زیادتی یا بیماری کی وجہ سے حیض نہ

[94] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:5334
[95] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[96] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

آتا ہو تو اس کی عدت پورے تین مہینے ہو گی، اور جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اگر چاند کی پہلی تاریخ کو اس کی وفات ہوئی ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔[97] اور اگر عورت حاملہ ہو تو دونوں صورتوں (طلاق اور وفات) میں عدت بچے کی ولادت ہو گی۔، لہذا اڑھائی چاند یا چالیس دن کی کوئی عدت شریعت اسلامیہ نے نہیں بتائی ہے۔ ہاں اگر طلاق یا شوہر کی وفات کے فوراً بعد حاملہ عورت کے بچے کی ولادت ہو جائے تو اس وقت ہی اس عورت کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔[98]

عدت سے نکلنے والی عورت کی دعوت اور تحفے و تحائف دینے کی رسم:

یہاں یہ رسم رائج ہے کہ جب کسی عورت کی عدت پوری ہو جائے تو اس کے گھر بہت سی رشتیدار اور گاؤں کی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم اس کو عدت سے نکالنے آئی ہیں اور یہ ضروری سمجھتی ہیں کہ بیوہ عدت والے گھر سے نکل کر دوسرے گھر جائے اور اس کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ رشتیدار اس کی دعوت کرتے ہیں اس کو نیا جوڑا دیتے ہیں اور اس کو ہدیہ دیا جاتا ہے۔ اس قسم کے یہ رواج شرعی طور پر غلط ہیں، کیونکہ قرآن و سنت میں جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور اگر حمل والی ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ لہذا جب چار ماہ دس دن گذر جائیں یا وضع حمل ہو جائے تو اس کی عدت خود بخود ختم ہو جاتی ہے خواہ وہ اسی گھر میں رہے۔ اس کو تحفے و تحائف دینا، کپڑے کا جوڑا وغیرہ دے کسی اور گھر میں لے جانا شریعت اسلامیہ میں لازم اور ضروری نہیں ہے۔[99]

عیدین پر قبرستان جا کر دعا کرنے کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ لوگ دونوں بڑی عیدوں اور ۱۵ شعبان کی رات کو قبرستان جاتے ہیں اور وہاں قرآنی آیات پڑھ کر اپنے میت کے لئے اور
تمام قبرستان والوں کے ایصال ثواب کے ساتھ بخشش کی دعا مانگی جاتی ہے۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق عید کا دن خوشی اور مسرت کا دن ہوتا ہے، عام طور پر ایسے خوشی کے مواقع پر آدمی میں مصروف ہو کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ زہد فی الدنیا اور آخرت کی یاد کی وجہ رسول اللہ ﷺ نے قبور کی زیارت کرنے کی اجازت دی ہے۔[100] اگر کوئی شخص عید کے دن قبر کی زیارت کرے تو مستحسن اور اچھا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس عمل کو

---

[97] Al Quran: 2:234
[98] Al Quran: 65:4
[99] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith: 2697
[100] Ibn Majah, Muhammad bin Yazeed, "Al Sunan Ibn Majah", Darul Jail, edition:1, 1998, Hadith:1571

لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے چاہے یہ التزام عملاً ہی سہی جس سے دوسروں کو یہ شبہ ہونے لگے کہ یہ رسم لازمی اور ضروری ہے،اس طرح کا التزام کرنا درست نہیں ہے۔[101] اور اگر کوئی شخص اس دن قبرستان نہ جائے اور زیارتِ قبور نہ کرے تو اس آدمی پر طعن اور ملامت نہ کی جائے۔اس حوالے سے احتیاط ضروری ہے۔

۹ محرم الحرام کو کھانا پکا کر قبرستان لے جا کر تقسیم کرنے کی رسم:

ضلع خیر پور میرس کے کچھ دیہات میں یہ رسم رائج ہے کہ لوگ ۹ محرم الحرام کو عمدہ بعام تیار کرتے ہیں اور قبرستان بھیجتے ہیں اور وہاں مولوی صاحب صبح سے شام تک موجود رہتا ہے اور لوگ اس کے پاس جا کر اس کو کچھ رقم بھی ہدیہ کرتے ہیں اور پھر وہ ان کے مرحومین کے لئے دعا کرواتا ہے۔اس کے بعد لوگوں میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ایصال ثواب کا یہ مخصوص طریقہ اور مخصوص دن کے ساتھ مشروط کرنا درست نہیں ہے۔[102] البتہ کوئی آدمی جس وقت چاہے بلا کسی تخصیص کے قبرستان جا کر مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کر سکتا ہے اور ان کو قرآن کی آیات سے ایصال ثواب کر سکتا ہے۔

قبر پر چادر چڑھانے کی رسم:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ جب کسی نیک شخص کی وفات ہو جاتی ہے۔یا ایسے ہی کچھ مجاور خواب کا بہانا بنا کر کوئی فرضی قبر بنا کر اس پر چادر چڑھا دیتے ہیں تا کہ بعد میں دین سے ناواقف لوگوں سے عقیدت کے نام پر کچھ کمائی کی جاسکے۔کچھ لوگ تعظیم کی نیت سے چادر ڈالتے ہیں اور کچھ لوگ منت مانگتے اور اس طرح مزارات پر چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔قبر پر چادر چڑھانا قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین،تابعین اور امت کے سلفِ صالحین میں سے کسی بھی زمانہ میں یہ چیزیں ثابت نہیں ہے۔[103] لہذا قبروں پر چادر چڑھانا مکروہِ تحریمی اور ناجائز ہے۔

قبر پر عمارت اور قبہ و گنبد بنانے کا رواج:

یہاں ایک رسم رائج ہے کہ لوگ نیک اور صالحین کی قبروں پر تعظیم،احترام او عقیدت کے نام پر قبے تعمیر کرتے ہیں۔تا کہ عام لوگوں اور خاص بزرگوں کی قبروں میں فرق واضح ہو جائے۔شریعت میں قبروں پر مسجد،عمارت، گنبد یا کوئی

---

[101] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697
[102] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon, 1422 A.H, Hadith:2697
[103] Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

اور چیز بنانا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے منع فرمایا ہے۔[104] اور یہود و نصاری پر اس وجہ سے لعنت فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا تھا۔[105] ان چیزوں سے ہوشیار رہنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ قبر پر عمارت یا کوئی اور چیز تعمیر نہ کی جائے اور نہ گنبد، نہ گچ کیا جائے۔ یہ سب کام جائز نہیں ہیں۔[106]

عدت سے نکلنے کے بعد بیوہ کی دوسری شادی نہ کرانے کا رواج:

یہاں ایک رسم یہ ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو عدت کے بعد بھی اس کا رشتہ نہیں کرواتے بلکہ بٹھا دیتے ہیں۔ خاص طور پر جب کسی عورت کو اولاد ہوا گرچہ وہ جوان ہو۔ دوسرے نکاح کو عیب تصور کیا جاتا ہے۔ قرآن و سنت میں بیوہ کے دوسرے نکاح کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے اور جو لوگ اس سے روکتے ہیں ان کو شدید انداز میں تنبیہ فرمائی ہے کہ ہر گز ان کو دوسرے نکاح سے نہ روکیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن اجمعین بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہ تھی۔ بلکہ ان میں سے اکثر بیوہ اور کچھ طلاق یافتہ تھیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین بھی اسی پر عمل کرتے رہے۔ البتہ اگر کوئی بیوہ بچے والی ہو اور اس کی عمر بھی زیادہ ہو گئی ہو اور اس کے پاس کھانے پینے رہنے سہنے اور پہننے کے اخراجات کا بھی انتظام ہو اور وہ بیوہ دوسرے نکاح سے انکار کر رہی ہو اور اس کے حالات کا جائزہ لینے سے بھی اس کا دوسرے نکاح سے بے رغبت ہونا معلوم ہو تو ایسی عورت کے دوسرے نکاح کی کوشش کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر بیوہ کی طبیعت میں نکاح کا تقاضا ہے اور وہ نکاح کی قدرت بھی رکھتی ہے اور شوہر کے حقوق بھی ادا کر سکتی ہے تو اس صورت میں اس پر نکاح کرنا واجب ہے، اگر پھر بھی نکاح نہیں کرے گی تو گناہگار ہو گی۔ اور اگر تقاضا (شوق اور خواہش) بہت زیادہ ہے کہ نکاح کئے بغیر حرام فعل میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ غالب ہے تو اس کو نکاح کرنا فرض ہے۔[107]

حاصل بحث:

---

104 Dahlvi, Muhammad Qutubuddin Khan, "Mazahir e Haqque Jadeed Sharah Mishkatul Masabeeh", Darul Ishaat urdu Bazar, Karachi, vol.2, p.118

105 Dahlvi, Muhammad Qutubuddin Khan, "Mazahir e Haqque Jadeed Sharah Mishkatul Masabeeh", Darul Ishaat urdu Bazar, Karachi, vol.2, p.118

106 Bukhari, Imam, Muhammad bin Ismail," Al Jamei Al Sahee Al Bukhari", Dar al Toaq al nijat, Berut Lebanon,1422 A.H, Hadith:2697

107 Thanvi, Ashraf Ali, "Islah e Inqlabe Ummat", Idart AL Maarif,1972, vol.2, p.39,40

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

اس تحقیق کے دوران شرعی دلائل کے ساتھ معلوم ہوا کہ ضلع خیرپور میرس میں فوتگی سے متعلق کچھ رسومات چند شرائط کی پابندی کے ساتھ قرآن اور سنت کی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ صدقہ کے متعلق رسم، وصیت کا رواج، کلمہ کی تلقین کرنے کا رواج، موت کے بعد اعلان کی رسم، امام مسجد سے میت کو غسل دلانے کی رسم، میت کو غسل دینے والے کو پیسے دینے کا رواج، جنازہ نماز کے بعد منہ دکھانے کا رواج، تدفین کے بعد قبر پر پانی چھڑکنے کی رسم تدفین کے بعد اجتماعی دعا کرنے کی رسم، تین دن تک تعزیت کے لئے ایک جگہ اجتماع کا رواج، تیسرے دن سوئم پر دعا سے پہلے دستار باندھنے کی رسم میت کے گھر کھانا بھیجنے کا رواج، عیدین پر قبرستان جا کر دعا کرنے کی رسم۔

فوتگی سے متعلق اکثر معاشرتی اور انتظامی رسومات غیر شرعی ہیں۔ یا کچھ رسومات جو مستحب یا مباح کے درجے میں ہیں لیکن ان پر فرض کی طرح لازم اور ضروری سمجھ کر عمل کیا جاتا ہے اور ترک کرنے والوں پر ملامت کی جاتی ہے۔ قرآن وسنت (شرعی دلائل) سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ایسی غیر شرعی رسومات کا ترک کرنا واجب اور ضروری ہے۔ مثلا: غسل کے بعد غسل والی جگہ پر تین دن تک چراغ جلائے رکھنے کی رسم، غسل کے دوران استعمال ہونے والے برتن لازمی طور پر مٹی کے استعمال کر کے ان برتنوں کو توڑ دینے کی رسم، میت کے کپڑے، بستر ہ، چارپائی وغیرہ صرف غسل دینے والے کو لازم دینے کی رسم، میت کے کفن پر قرآنی آیات خاک شفا سے لکھوانے کی رسم، میت کے کفن میں عہد نامہ رکھنے کی رسم، پیسوں کے ساتھ قرآنی بخشائی کروانے کا رواج، پٹن کی رسم (میت کے ساتھ برتن میں اناج رکھنے کی رسم) قبر میں مٹی کے تین ڈھیلوں پر تین قل پڑھ کر رکھنے کا رواج، قبر کے چاروں کونوں پر لوہا کی کیل اور دھاگا باندھنا، قبر پر پھول رکھنے کی رسم، قبر پر چراغ جلانے اور اگربتی جلانے کی رسم قبر کو پختہ بنانے کا رواج، قبر پر اذان دینے کی رسم، تیجا، ساتواں، چالیسواں، اور برسی کی رسمیں۔ کچھ علاقوں میں کچھ رسمیں ایسی ہیں کہ معاشرتی لحاظ سے بھی غیر ضروری اور غیر شرعی ہیں۔ مثلا: تدفین میں دیر کرنا، خواتین کا بے پردہ قبرستان جانا، مرد میت کے کفن کے اوپر اجرک اور عورت میت کے کفن کے اوپر دوپٹے دینے کی رسم، تعزیت کے تین دنوں میں دھوم دھام سے دعوت کی طرح کھانا پکا کر میت کے ورثاء کے علاوہ اور رشتیداروں کو بھی تین دن تک کھلاتے ہیں۔ میت کو غسل میں استعمال ہونے والے برتن لازمی طور پر مٹی کے استعمال کرنا، میت کے کپڑے، بستر ہ، چارپائی وغیرہ صرف غسل دینے والے کو لازم دینے کا رواج، میت کے کفن پر قرآنی آیات خاک شفا سے لکھوانا، میت کے کفن میں عہد نامہ رکھنا، پیسوں کے ساتھ قرآنی بخشائی کروانا، پٹن کی رسم (میت کے ساتھ برتن میں اناج رکھنے کی رسم) قبر میں مٹی کے تین ڈھیلوں پر تین قل پڑھ کر رکھنا، قبر کے چاروں کونوں پر لوہا کی کیل اور دھاگا باندھنا، قبر پر پھول رکھنا، قبر پر چراغ جلانا، اگربتی جلانا، قبر کو پختہ بنانا، قبر پر اذان دینا، تیجا، ساتواں، چالیسواں، اور برسی کی رسمیں۔

Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 84-124
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar5

فوتگی سے متعلق غیر شرعی رسومات کی اصلاح کے حوالے سے حکومت اور معاشرے کے ذمہ دار اور باشعور افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں اور دینی تعلیم و عصری تعلیم کا مناسب بندوبست کر کے لوگوں میں علم و شعور پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ علماء اور صلحاء کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر کے ان غیر شرعی رسومات کی اصلاح کرنے میں اپنا فعال کردار ادا کریں۔ عوام الناس کو بھی چاہئے کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کریں اور دینی مسائل کو محقق علماء اور مفتیان کرام سے سیکھنے کی کوشش کریں اور توہمات اور غیر شرعی رسومات کو چھوڑ کر قرآن و سنت کے صحیح راستے پر چلنے کی کوشش کریں۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی اور نجات ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)